قرآنِ مجید

ترجمہ: کنزالایمان

تفسیر: نورالعرفان

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۱ ۵

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں

آیاتہا ۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رکوعہا ۱

ل۲ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ل۳

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ
سب خوبیاں اللہ کو ل۴ جو مالک سارے جہان والوں کو ل۵ بہت مہربان

الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ
رحمت والا روز جزا کا مالک ہم

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا
تجھی کو پوجیں ل۶ اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
سیدھا راستہ چلا ل۸ راستہ ان کا

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع
غضب ہوا ل۹ اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

۱۔ سورہ فاتحہ مکیہ بھی ہے مدنیہ بھی' اس سورۃ میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چالیس حروف ہیں ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن' جو بسم اللہ ہر سورت کے اول میں ہے' یہ پوری آیت ہے اور جو سورۃ نمل میں ہے وہ آیت کا جزو' خیال رہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے اول نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ نازل ہوئی پھر وہ مکرر کر دی گئی تا کہ سورتوں میں فاصلہ ہو جائے اسی لئے بسم اللہ سورۃ کے اوپر امتیازی شان میں لکھی جاتی ہے آیات کی طرح ملا کر نہیں لکھتے۔ نیز امام جہری نمازوں میں بسم اللہ آواز سے نہیں پڑھتا' نیز حضرت جبریل جو پہلی وحی لائے' وہ **واقرا بسم ربک الذی خلق** ○ تھی اس میں بسم اللہ نہ تھی تراویح میں حافظ امام کو چاہیے کہ کسی سورۃ کے اول میں بسم اللہ آواز سے پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو خط لکھا تو اول بسم اللہ لکھی اس کی برکت سے انہیں ملک یمن اور ملک یمن عطا ہوئے' ہمارے حضور نے صلح حدیبیہ کی تحریر بسم اللہ سے شروع کی تو آپ کو فتح مکہ عطا ہوئی مگر ذبح پر صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہے' کیونکہ قہر کے کام پر رب کی رحمت کا ذکر نہ کرے اسی لئے حضور کا نام ذبح پر نہیں لیا جاتا ۳۔ بسم اللہ کی "ب" استعانت کی ہے اور اس سے پہلے فعل پوشیدہ ہے اس کے معنی ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کی مدد سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سے بھی مدد لینا جائز ہے تو اللہ کے رسول اور اس کے نیک بندوں سے بھی جائز ہے کہ وہ بھی اسم اللہ کی طرح اللہ کی ذات پر دلالت اور رہبری کرتے ہیں اس لئے قرآن نے حضور کو ذکر اللہ فرمایا ۴۔ اگر الحمد میں "الف لام" استغراقی ہو تو معنی وہ ہیں جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا یعنی بلاواسطہ اور باواسطہ ہر حمد رب کی ہی ہے کیونکہ بندے کی تعریف درحقیقت اس کے بنانے والے کی تعریف ہے اور اگر لام عہدی ہو تو معنی یہ ہوں گے حمد مقبول وہ حمد ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کی جاوے لہٰذا مشرکین و کفار خدا کی کیسی ہی حمد کریں نامقبول ہے کیونکہ وہ حضور کی تعلیم کے ماتحت نہیں۔ (روح البیان) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہی ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے لہٰذا یہ نہ کہا جائے اے ابوجہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب ۶۔ نعبد کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہوے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً مدد اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے حقیقتاً حمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ خیال رہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہے مدد لینا حقیقتاً اللہ سے مجازاً" اس کے بندوں سے اس فرق کی وجہ سے ان دو چیزوں کو علیحدہ جملوں میں ارشاد فرمایا' خیال رہے کہ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقوٰی لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جاسکتی نہ حقیقتاً نہ حکماً' کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح دوسرے سے استعانت بھی شرک ہوتی' تو یہاں یوں ارشاد ہوتا' ایاک نعبدو وایاک نستعین یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی امور میں کبھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے' بیمار کا حکیم کے پاس جانا مظلوم کا حاکم سے فریاد کرنا' گنہگار کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں' جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا الحمد للہ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی حمد بھی باواسطہ رب ہی کی حمد ہے' یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں' معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر کلمہ پڑھ کر مومن ہوتا ہے' لہٰذا صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی' دوسرے یہ کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے کونو مع الصادقین اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ گزرے اور اب بھی ہیں' تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی' بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ

⓶ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ⓼⓻

سورۃ بقرہ مدنی ہے اس میں ۲۸۶ آیتیں اور ۴۰ رکوع ہیں

ایاتھا ۲۸۶ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ⓸⓪ | رکوعاتھا ۴۰

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الٓمّٓ ⓵ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں ۲ اس میں

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ⓶ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ہدایت ہے ڈر والوں کو ۳ وہ جو بے دیکھے ایمان

بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

لائیں ۴ اور نماز قائم رکھیں ۵ اور ہماری دی ہوئی

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⓷ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

روزی میں سے ۶ ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ⓸

پہلے اترا ۷ اور آخرت پر یقین رکھیں ۸

لہ سورہ بقر مدنیہ ہے اس میں دو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں (خزائن) ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن میں شک و تردد کی گنجائش نہیں اگر کسی کو شک ہے تو اس کو اپنی کم سمجھی کی وجہ سے ہے اس لئے رب نے فرمایا وان کنتم فی ریب اگر تم شک میں ہو قرآن میں شک ہونے کی نفی اور لوگوں کے دلوں میں شک ہونے کا ثبوت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' دوسرے یہ کہ قرآن میں شک نہ ہو اس وقت درست ہو گا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور صحابہ میں شک نہ ہو' کیونکہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے حضور جبریل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے' اگر ان تین جگہ میں کہیں شک ہو جاوے تو قرآن مشکوک ہو گا' تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکتا کیونکہ پھر شبہ ہو گا کہ شاید صحابی نے قرآن میں خیانت کر لی ہو' لہٰذا صحابہ کا متقی ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا حضرت جبریل یا حضور کو ماننا' نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے پاک مانا جائے ورنہ قرآن کا صدق یقینی نہ ہو گا ۳۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد برے اعمال سے بچنے والے' تقویٰ دو طرح کا ہے جسمانی اور قلبی' جسمانی تقویٰ گناہوں سے بچنے نیکیاں کرنے کا نام ہے قلبی تقویٰ اللہ کے پیاروں کی تعظیم کا نام ہے' رب فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب یہاں متقین سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی یہ جو متقی تم کو نظر آ رہے ہیں وہ اسی قرآن کی ہدایت سے متقی بنے ہیں سمجھ لو کہ قرآن کیسا ہے (تفسیر عزیزی) صحابہ کا تقویٰ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں' اس لئے حضور نزول قرآن سے پہلے عارف و عابد تھے نیز شب معراج عرش پر پہنچ کر نماز ملی مگر بیت المقدس میں انبیاء کو نماز پڑھا کر گئے آیات نماز ہجرت سے پہلے آئیں اور آیات وضو ہجرت کے بعد سورہ مائدہ میں آئیں مگر اس دراز زمانے میں حضور نے وضو کر کے نمازیں پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں ۴۔ غیب وہ ہے جو حواس سے اور بداہتہ سے ورا ہو' غیب دو قسم کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو اسے علم غیب ذاتی بھی کہتے ہیں' دوسرا وہ جس پر دلائل قائم ہوں اسے عطائی بھی کہتے ہیں پہلی قسم کا غیب جس پر کوئی بھی دلیل قائم نہ ہو رب تعالیٰ سے خاص ہے کسی کو مطلقاً حاصل نہیں ہو سکتا' دوسری قسم کے غیب بندوں کو عطا ہوتے ہیں' پہلی قسم کے لئے یہ آیت ہے عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو دوسری قسم کے غیب کے لئے بہت سی آیات ہیں رب فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یہاں غیب سے یہی دوسری قسم کا غیب مراد ہے یعنی رب کی ذات و صفات' نبوت و قیامت وغیرہ' اس سے معلوم ہوا کہ بغیر غیب جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ایمان نام ہے ان مذکورہ چیزوں کے ماننے کا اور ماننا جاننے کے بعد ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کی جان ہے نبی پر اعتماد کرنا لہٰذا قیامت وغیرہ کو دیکھ کر ماننا معتبر نہ ہو گا ۵۔ نماز قائم رکھنے کے معنی ہیں ہمیشہ پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا' صحیح طریقہ سے پڑھنا' اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز مقدم ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز فرض واجب' سنت' سب ادا کرتا رہے اور خشوع و خضوع سے ادا کرے ۶۔ من سے معلوم ہوا کہ سارا مال خرچ نہ کرے کچھ راہ خدا میں دے اور کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے رکھے اس کی تفصیل حدیث شریف نے بیان فرما دی' رزقنا سے معلوم ہوا کہ مال حلال طیب اللہ کی راہ میں دے رب فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون' یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ایک دفعہ ہی خیرات پر قناعت نہ کرے بلکہ خیرات کرتا رہے فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ سال میں ایک بار اور نفل جب چاہے' زکوٰۃ بھی حساب لگا کر تھوڑی تھوڑی دیتا رہے اس خرچ کرنے میں زکوٰۃ صدقات محفل میلاد میں خرچ گیارہویں شریف وغیرہ' غرضیکہ ہر کار خیر میں خرچ کرنا شامل ہے کہ وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے' ایصال ثواب اس کا ہدیہ ہے ۷۔ ما انزل سے پورا قرآن اور شریعت کے سارے احکام مراد ہیں' اس میں حدیث شریف بھی داخل ہے کیونکہ وہ بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے اگر صرف قرآن ماننا کافی ہوتا تو اتنی دراز عبادت نہ ارشاد ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتب پر ایمان لانا فرض ہے مگر پچھلی کتب پر اجمالاً" اور قرآن پر

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں لہ اور وہی مراد کو پہنچنے والے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے لہ انہیں برابر ہے ٣ چاہے تم انہیں ڈراؤ یا

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَ

نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں ٤ اللہ نے ان کے دلوں پر اور

عَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ

کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے ۵ اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ

لئے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں ٦ کہ ہم اللہ

وَبِالْيَوْمِ الْءَاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَٰدِعُونَ

اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں ٧ فریب دیا چاہتے ہیں

اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ

٨ اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ

کو اور انہیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے انکی بیماری

مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾

اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا ٩

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِى الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو

نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن

سنوارنے والے ہیں ١٠ سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت رب کے فضل سے حاصل ہوتی ہے محض اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے رب ہدایت فرمادے وہ انشاء اللہ اس پر قائم رہے گا عارضی ہدایت والا بھٹک سکتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی عزت و مال مل جانا کامیابی نہیں ہدایت ملنا اور نیک اعمال کی توفیق ملنا بڑی کامیابی ہے، رب فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى الخ۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر والے سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافروں کی فہرست میں آچکے، انہیں تبلیغ فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ کوئلہ دھونے سے سفید نہیں ہو سکتا "نجس العین" کو پانی پاک نہیں کر سکتا ٣۔ علیہم سے معلوم ہوا کہ ڈرانا نہ ڈرانا انہیں برابر ہے تمہیں برابر نہیں وہ تبلیغ سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے مگر آپ کو تبلیغ کا ثواب بہرحال ملے گا۔ اسی لئے علیک نہ فرمایا جس کے ایمان سے ناامیدی ہو اسے بھی تبلیغ کی جاوے، اجر ملے گا ٤۔ یہ آیت کریمہ ابوجہل ابولہب وغیرہ ان کفار کے متعلق اتری جن کے مقدر میں ایمان سے محرومی تھی۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب کو لوگوں کے خاتمہ، سعادت و شقاوت کی خبر دی ہے۔ حضور ہر ایک کا انجام جانتے ہیں کیونکہ شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر الفاظ عام ہیں، الفاظ کا ہی اعتبار ہے ۵۔ یعنی ان کی بدکاریوں کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی جیسے بکری کے گلے پر چھری چلنے کی وجہ سے رب نے موت دے دی، لہٰذا اس میں وہ کفار نہ بے قصور ہیں نہ مجبور ٦۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ مومن، کافر، منافق۔ مومن وہ جس کے دل و زبان میں ایمان ہو۔ کافر وہ جس کے دل و زبان پر کفر ہو۔ منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کرکے زبان پر اسلام ظاہر کرے۔ سب میں بدتر منافق ہے۔ پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین دو جماعتوں کا ذکر کرکے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ چوتھی قسم اور بھی ہے "ساتر" جس کے دل میں ایمان ہو مگر زبان سے ظاہر نہ کرے، یہ سخت ضرورت کے وقت بقدر ضرورت جائز ہے، بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر زبان سے کفر بھی بول دے جب بھی پکڑ نہیں رب فرماتا ہے الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان لیکن اس جگہ سے ہجرت کر جانا ضروری ہے جہاں اپنا ایمان ظاہر نہ کر سکے ٧۔ یا تو اس لئے یہ مومن نہیں کہ دل سے نہیں کہہ رہے ہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے یا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور قیامت کا نام تو لیا۔ رسول کا نام نہ لیا جو رسول کو چھوڑ کر باقی ساری چیزوں کو مان لے وہ کافر ہی ہے جیسے ابلیس کہ سارے ایمانیات کا معتقد تھا مگر کافر ہے کیوں؟ اس لئے کہ رسالت کا منکر ہے اس سے نبی کے دشمنوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ٨۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حضور کو دھوکا دینا رب کو دھوکا دینا ہے کیونکہ حضور رب کے خلیفہ ہیں (تفسیر خازن) ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ بدترین عیب ہے اس پر سخت سزا ہے جس دین کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے اور تقیہ باز سخت دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ ١٠۔ اس طرح کہ مومن اور کافر دونوں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں۔ صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کلی فساد کی جڑ ہے۔ سونا خالص اچھا ہے۔ مومن خالص مبارک۔

ع ۱ وقف لازم

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی

السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

احمق ہیں مگر جانتے نہیں اور جب ایمان والوں سے

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا

ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو

اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ

کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے

بِهِمْ وَيَمُدُّھُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَھُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ

جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ

لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُھُمْ كَمَثَلِ الَّذِي

اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس

اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ

نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور

بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَھُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ

لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا بہرے

بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ

گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ

۱۔ اگر الناس سے مراد صحابہ ہوں تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے' جو صحابہ کی طرح ہو۔ صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے۔ اگر عام مسلمان مرد ہوں' تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے جو عام مومنین کا ہو۔ عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہیے' حدیث شریف میں ہے' جسے مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے محفل میلاد گیارھویں وغیرہ کو عام مسلمان اچھا سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے۔ جیسے روافض صحابہ کو' خوارج اہل بیت کو' غیر مقلد امام ابو حنیفہ کو' وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں' ان سب کو ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے۔ کہ رب نے انہیں جواب میں احمق فرمایا۔ تیسرے یہ کہ علماء کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہ ماننا چاہیے کیونکہ بے دینوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے ۲۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار و منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں۔ لہٰذا جو ان کی خوشامد میں تعظیم کرے' وہ شیاطین کی تعظیم کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی مجلسوں میں مسلمانوں سے چھپ کر تبرا کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ شریعت یا شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے ۳۔ یعنی اس مذاق اڑانے کی سزا دیتا ہے' سزائے جرم کو جرم کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا فصاحت و بلاغت کے طور پر ۴۔ کہ مسلمانوں کا حال دیکھ کر سمجھیں کہ اسلام حق ہے اور کافروں کا مال دیکھ کر سمجھیں کہ کفر حق ہے' تذبذب میں رہیں فیصلہ نہ کر سکیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کی محبت منافقت کی جڑ ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مومن کو سکون قلبی بخشتا ہے۔ منافق کو حیرانی و پریشانی مومن کی زندگی حیوۃ طیبہ ہوتی ہے ۵۔ اس طرح کہ کفر بھی ان کے سامنے تھا اور اسلام بھی انہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا یہ گویا خرید و فروخت ہوئی۔ ۶۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین نے ظاہری اسلام سے دنیاوی نفع تو حاصل کر لیا۔ کہ ان کی جان و مال غازیان اسلام سے محفوظ رہے مگر اخروی نفع حاصل نہ کر سکے۔ وہاں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ جس آنکھ سے اللہ کی آیات نہ دیکھی جائیں۔ وہ اندھی ہے جن کانوں سے رب کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرے ہیں۔ جس زبان سے حمد الٰہی' نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادا نہ ہو وہ گونگی ہے' کیونکہ ان اعضاء نے اپنا حق پیدائش ادا نہ کیا اسی لئے رب نے زندہ کافروں کو مردہ اور مقتول شہداء کو زندہ فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دشمنوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔ رب نے خبر دے دی کہ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

ا۔ خیال رہے کہ بادل و بارش سایہ والوں کے لئے رحمت اور بے سایہ یعنی جنگل کے مسافروں کے لئے عذاب ہوتا ہے حضور، آسمان نبوت ہیں۔ قرآن اس کا بادل احکام قرآنی بارش، آیات عذاب گرج، آیات حدود کڑک ہے۔ سایہ والے صحابہ کے لئے یہ سب کچھ رحمت ہے۔ کیونکہ وہ بے سایہ والے نبی کے سایہ میں ہیں اور بے سایہ منافقین کے لئے عذاب ہے۔ سبحان اللہ کیسی نفیس مثال ہے ۲۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن تو روحانی بارش ہے اس کے دلائل بجلی کی کوند ہیں جو رب کے عذاب کا ذکر ان کی گرج ہے ان کے کفر کے بیان ان کے لئے اندھیریاں جیسے اندھیری رات میں جنگل میں پھنسا ہوا مسافر بجلی کی چمک سے کچھ راستہ چل لیتا

فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ

اس میں اندھیریاں ہیں ۱ اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ

ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ

گھیرے ہوئے ہے ۲ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب

اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ

تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ۳ بے شک اللہ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

کرسکتا ہے ۴ اے لوگو اپنے رب کو پوجو ۵ جس نے تمہیں

خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ

اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا ۶ یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ۷ وہ جس

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ

نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی

السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

اتارا ۸ تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ ۹ اور اگر تمہیں کچھ

فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ۱۰

ربع

ہے اور گرج سے گھبراتا ہے بجلی کی روشنی ختم ہونے پر کھڑا رہ جاتا ہے ایسے ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ اسلام کا غلبہ دیکھ کر منافق کچھ مائل باسلام ہوتے ہیں اور کسی مشقت کے در پیش آنے پر کفر کی تاریکی میں حیران و پریشان کھڑے رہ جاتے ہیں ۳۔ یعنی منافقوں کی اس بد عملی کی سزا تو یہ ہے کہ انہیں اندھا بہرا کر دیا جائے مگر رب نے انہیں اندھا بہرا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا اثر رب کے ارادے پر موقوف ہے ۴۔ یہاں شے سے مراد ہر ممکن چیز ہے جو مشیت الٰہی میں آسکے واجبات اور محالات اس میں سے نہیں۔ لہٰذا نہ تو رب تعالیٰ خود عیب سے متصف ہو سکتا ہے کہ یہ ناممکن ہے اور نہ واجب اپنی ذات کو فنا کر سکتا ہے کہ وہ واجب ہے' اس آیت سے خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ماننا انتہا درجہ کی حماقت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو ۵۔ اس طرح کہ پہلے ایمان لاؤ پھر عبادت کرو۔ کیونکہ کافر عبادت کا مکلف نہیں یا یہ کہا جاوے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے کافرو اپنے رب پر ایمان لاؤ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے باپ دادوں پر احسان اپنے پر احسان ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ہم سے پہلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ لہٰذا رب نے جو درجے اور مرتبے ہمارے نبی کو بخشے ان کا ہم سب پر احسان ہے الحمد للہ ہمارے لئے ایسے محبوب نبی کی امت میں ہونا فخر ہے جو کسی امت کو حاصل نہ ہوا ۷۔ یہ امید بندے کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے اعمال پر یقین نہ کرے کہ قبول ہی ہوں گے بلکہ امید بھی رکھے اور خوف بھی' یہی اصل ایمان ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اعمال پرہیز گاری نہیں بلکہ پرہیز گاری کا ذریعہ ہیں' اصل پرہیز گاری دل کا تقویٰ ہے جو کبھی نیک اعمال سے اور اکثر کسی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے ۸۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمان کے اسباب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر سے بخار اٹھے اور اوپر زمہریر میں پہنچ کر جم گئے پھر ٹپک پڑے لہٰذا بارش آسمان سے ہی ہوتی ہے خیال رہے اس سے پہلی آیت میں ایجاد کا ذکر تھا اس آیت میں بقاء کے ذریعہ کا ذکر ہے جو نعمت پر نعمت ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ انسانی مصنوع اور رب کی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل بندہ بنا سکے وہ انسانی مصنوع ہے اور جس کی مثل بندے سے نہ بنے وہ ربانی مصنوع ہے۔ گیس اور انجن انسانی مصنوع ہیں کہ اس کے ہزاروں کارخانے ہیں جگنو اور چیونٹی ربانی مصنوع ہے کہ انسان سے نہیں بنتے۔ اسی قاعدے سے یہاں گفتگو فرمائی گئی۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو ۱ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو

الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۲ تیار رکھی ہے کافروں

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

کے لئے ۳ اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۴ کہ ان کے لئے باغ ہیں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

جن کے نیچے نہریں رواں جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے

رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ

کو دیا جائے گا۔ صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ۵ اور وہ صورت

مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا

میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں ۶ اور وہ ان

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

میں ہمیشہ رہیں گے ۔ بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ۷ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ

کے رب کی طرف سے حق ہے رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں

اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ

اللہ کا کیا مقصود ہے۔ اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ۸ اور بہتیروں

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ خدا کے دشمنوں اور مردود دین بارگاہ الٰہی کے لئے بولا جاتا ہے لہٰذا ان حمایتیوں سے مراد بت اور بت پرستوں کے حمایتی اور علماء یہود اور عیسائیوں کے پادری ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام اور عبد اللہ ابن سلام یا کعب احبار وغیرہ کو بلا لو جیسے رب فرماتا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم یہاں بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مراد مردود دین بارگاہ ہیں' نہ عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام' اگرچہ ان کی بھی پوجا ہوتی ہے ۲۔ وہ پتھر جن کی کفار پوجا کرتے ہیں یعنی بت' اس سے معلوم ہوا کہ وہ درخت' چاند' سورج' تارے وغیرہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے اس سے سنگ اسود اور مقام ابراہیم وغیرہ خارج ہیں اگر کبھی کفار ان کی پوجا بھی کرلیں مگر یہ جنتی پتھر ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام۔ اگرچہ عیسائی اور یہودی ان کی پوجا کرتے ہیں مگر وہ جنتی ہیں لہٰذا اَلْحِجَارَةُ میں الف لام عہدی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ پہلے سے ہی پیدا ہو چکی ہے کیونکہ اُعِدَّتْ ماضی ہے' دوسرے یہ کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہ ہو گی کافر کبھی وہاں سے نکلے گا نہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے کہ پہلے ایمان ہے پھر اعمال' دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اعمال ضرور کرے' تیسرے یہ کہ اعمال بقدر طاقت ضروری ہیں' جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جاوے یا مسلمانوں کی چھوٹی اولاد جو بچپن میں ہی فوت ہو جاوے انہیں صرف ایمان کافی ہے۔ خیال رہے کہ دخول جنت نور ایمان سے ہے اور وہاں کی نعمتیں اعمال سے اور رب کا دیدار محض اللہ کے فضل سے' نیز دخول جنت ایمان سے اور دخول اول اعمال سے ہے' یہ قانون ہے۔ فضل الٰہی اور چیز ہے ۵۔ یعنی دنیا میں یا جنت میں اس سے پہلے۔ جنت کے میوے شکل میں یکساں اور لذت میں مختلف ہوں گے۔ ۶۔ اس میں دنیا کی بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی' مومنہ بیوی اپنے آخری مومن خاوند کے ساتھ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں غیر جنس کے ساتھ نکاح جائز ہے کیونکہ حوریں' انسان اور حضرت آدم کی اولاد نہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہوں گی' دنیا میں نکاح کے لئے ہم جنس ہونا شرط ہے۔ ۷۔ کفار عرب کہا کرتے تھے کہ اگر قرآن مجید کلام الٰہی ہوتا تو اس میں کبھی مچھر وغیرہ کی مثالوں کا ذکر نہ ہوتا کہ ان کا ذکر اللہ کی شان کے خلاف ہے' اس کے جواب میں یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا جاننا یا ذکر کرنا برا نہیں اگرچہ وہ چیز خود بری ہو' جو لوگ کہتے ہیں کہ شعر وغیرہ کا جاننا حضور کی شان کے خلاف ہے' وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ جب شعر کا جاننا خدا کی شان کے خلاف نہیں تو حضور کی شان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا۔ اس سے گمراہی بھی ملتی ہے۔ جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو اس کے لئے قرآن ہدایت کا باعث ہے اور جس کو ان محبوب ﷺ سے الفت نہ ہو۔ اسے قرآن سے گمراہی ملے گی۔ قرآن تو بارش کی مثل ہے اگر سینہ میں تخم اچھا ہے تو درخت اچھا نکالے گا۔ اسی لئے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر اور حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں کفار سے پوچھا کہ مجھے پہچانو۔ میں تم میں کیسا ہوں۔ حضور کی معرفت سب سے مقدم ہے' اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

ا۔ اس عہد سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ نے حضور پر ایمان لانے کے متعلق لیا تھا یعنی جنہوں نے حضور پر ایمان اختیار نہ کیا انہیں قرآن سے گمراہی ملتی ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے، گمراہی بھی مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے گمراہی نہیں رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دوسرے یہ کہ قرآن سے گمراہی اسے ملتی ہے' جو صاحب قرآن سے رشتۂ غلامی توڑدے اور ہدایت اسے ملتی ہے جس نے ان سرکار سے رشتۂ غلامی جوڑا ہاتھ میں قرآن اور دل میں قرآن والا تشریف لایا۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب نے بعض سے تعلق توڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض سے تعلق جوڑنے کا۔ نبی سے رشتہ غلامی جوڑو' کفار سے تعلق توڑو دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی غلامی میں عزت ہے ان سے رشتہ توڑنے میں سراسر نقصان ہے' ۴۔ یہاں مردہ سے مراد بے جان ہے' نہ وہ جو زندگی کے بعد مردہ کیا جائے رب فرماتا ہے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے پھر تمہیں جان بخشی پھر تمہیں مردہ کرے گا پھر دائمی زندگی بخشے گا خیال رہے کہ اگلی زندگی کا مدار اس زندگی کے اعمال پر ہے اگر اچھے اعمال کئے تو اگلی زندگی اچھی ہوگی اگر اعمال خراب کئے تو اگلی زندگی وبال ہوگی ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابل نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ و رسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔ حرام چیزوں میں بھی ہمارا نفع ہے کہ ان سے بچیں اور ثواب حاصل کریں بور سے اس لئے بچنا کہ وہ حرام ہے ثواب کا باعث ہے ۶۔ یہ ثُمَّ ذکری ترتیب کے لئے ہے نہ کہ واقعی ترتیب کے لئے کیونکہ واقع میں زمین کا پھیلاؤ اور زمین کی چیزوں کا پیدا فرمانا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے رب فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا چونکہ زمین آسمان سے افضل تھی اور زمین ہی پیدائش عالم میں اصل مقصود تھی کہ زمین انبیاء کرام کا مسکن تھی۔ اس لئے زمین کا ذکر پہلے کیا ۷۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو غیب بتایا گیا کہ انہوں نے انسانوں کی حرکتوں کو وقت سے پہلے بتایا' یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور مشورہ میں ہر ایک کو حق ہوتا ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض غیر معین کی غیبت جائز ہے کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا آدم علیہ السلام کی غیبت تھی مگر بغیر تقرر کے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصمت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اس کے لئے اپنا استحقاق بیان کرنا جائز ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۹۔ معلوم ہوا کہ تمام کے نام آدم علیہ السلام کو آ بھی گئے کیونکہ تعلیم سکھانے کو کہتے ہیں نہ کہ محض بتانے کو جیسے واعظ وعظ میں لوگوں کو مسائل بتادے تو لوگوں کو وہ مسائل آنا ضروری نہیں مگر سکھانے میں کوشش ہوتی ہے کہ شاگرد سیکھ بھی جائے۔

كَثِيْرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں وہ جو اللہ کے

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد ۱ اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

میں ہیں ۲ بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہوگے حالانکہ تم مردہ تھے ۳

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى

گے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے ۵ پھر آسمان کی طرف

اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے ۶ اور وہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ

جانتا ہے۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا

خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ

نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا ۷

الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ

اور خونریزیاں کریگا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں ۸

اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ

فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالٰی نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے ۹ پھر

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ

سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کرکے فرمایا ۱ سچے ہو تو ان کے نام

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا

تو بتاؤ ۲ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر

مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاٰدَمُ

جتنا تونے ہمیں سکھایا ۳ بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے ۴ فرمایا اے آدم

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ

بتا دے انہیں سب اشیا کے نام ۵ جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے فرمایا

اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ

میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں

مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ۗ

کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۶ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا

وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

اور کافر ہو گیا ۷ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا

بی بی اس جنت میں رہو ۸ اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا

اس پیڑ کے پاس نہ جانا ۹ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے ۱۰ تو شیطان نے

الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ ۪ وَ قُلْنَا

جنت سے انہیں لغزش دی ۱۱ اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا۔ اور ہم نے فرمایا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے تمام چیزیں دکھا کر نام بتائے تھے ورنہ پیش کرنے کے کیا معنی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ معدوم کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ چیزیں معدوم تھیں مگر آدم علیہ السلام کو دکھا دی گئیں ۲۔ یہ حکم شرعی تکلیفی نہیں بلکہ تعجیزی ہے یعنی فرشتوں کا عجز ظاہر فرمانے کے لئے حکم دیا گیا کفار عرب سے فرمایا گیا فاتوا بسورۃ من مثلہ اگر تم اپنے کو خلافت کا حقدار خیال کرنے میں سچے ہو تو نام بتاؤ ۳۔ یہ عجز کا کلام سارے فرشتوں کا ہے شیطان کا نہیں، وہ تو حاسد بن چکا تھا، خاموش رہا۔ خیال رہے کہ شیطان بھی چیزوں کے نام نہ بتا سکا۔ اس لئے وہ بھی سجدے کے حکم میں داخل تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کا علم حضرت آدم سے بھی کہیں کم تھا جو کہے کہ حضور کے علم سے اس کا علم زیادہ ہے وہ بے ایمان ہے ۴۔ یعنی اے مولیٰ ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ تجھ پر اعتراض کے ارادے سے عرض نہ کیا تھا بلکہ رائے دیتے ہوئے یا حکمت پوچھنے کے لئے عرض کیا تھا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو نام سکھائے نہیں بلکہ صرف بتائے جیسے واعظ ایک مجلس میں پچاس مسئلے لوگوں کو سنا دے اس سے وہ لوگ عالم نہیں بن جاتے لہٰذا فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ناموں کے عالم نہ بن سکے وہاں علم فرمایا تھا یہاں انبا ۶۔ یہ سجدہ حکم شرعی نہ تھا۔ کیونکہ شریعت نبی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہے۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ نیز صرف یہی سجدہ فرشتوں پر فرض کیا گیا، آئندہ پھر حکم سجدہ نہ رہا۔ لہٰذا دین آدم علیہ السلام میں سجدہ تعظیمی کا جائز ہونا اس آیت سے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس حکم کے وقت حضرت آدم کا دین انسانوں میں جاری نہ ہوا تھا ۔ لہٰذا حدیث سے قرآن منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ حدیث منسوخ ہوئی اس کی پوری بحث سورہ یوسف میں دیکھو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم عمل سے افضل ہے کیونکہ عابد فرشتے آدم علیہ السلام کے آگے جھکے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں کیونکہ یہ ناموں کا علم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فوقیت کا ثبوت ہوا۔ فرعون کے جادوگر جادو کے علم کے ذریعہ حضرت موسیٰ کی حقانیت پہچان گئے۔ ۷۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عابد عالم بنا کر مارا۔ اونچے سے گرایا تا کہ تاقیامت علماء صوفیا سمجھ لیں کہ نبی کی توہین بڑے بڑوں کا بیڑا غرق کر دیتی ہے۔ بارگاہ نبوت بہت نازک ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت پیدا ہو چکی ہے وہاں کے پھل فروٹ بھی بن چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ قیام جزا کے لئے نہ تھا بلکہ تربیت کے لئے تھا۔ کہ جنت کی آبادی دیکھ کر دنیا کو اس کی مثل آباد کریں۔ تیسرے یہ کہ اس وقت آپ کی بیوی صرف حوا تھیں حوریں نہ تھیں۔ چوتھے یہ کہ آپ کا یہ قیام عارضی تھا نہ کہ دائمی کیونکہ آپ تو زمین کی خلافت کے لئے پیدا کئے گئے تھے' ابھی جنت میں مستقل رہنا کیسا' اسی لئے آپ وہاں حکم شرعی کے مکلف ہوئے اور بعد میں باہر بھیجے گئے ۹۔ خیال رہے کہ حکم' ارادہ' رضا مختلف چیزیں ہیں یہاں حکم تو نہ کھانے کا تھا مگر ارادۂ الٰہی کھانے کا تھا رضا بھی کھانے میں تھی کہ یہ گندم کھانا زمین پر آنے' خلافت الٰہیہ حاصل ہونے کا ذریعہ تھا۔ چونکہ آدم علیہ السلام جزا کیلئے اس وقت جنت میں گئے تھے لہٰذا مکلف تھے اب وہاں تکلیف شرعی نہ ہوگی ۱۰۔ یہاں ظلم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم ' بمعنی خطاوار ہے' اب جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے' نبی یہ لفظ خود اپنے لئے فرمادیں تو یہ ان کا انکسار ہے' رب فرمادے تو وہ مالک و مختار ہے بندوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ۱۱۔ شیطان کا اس وقت تک جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا اگرچہ وہاں سے نکال دیا گیا تھا مگر جانا آنا تھا۔ معلوم ہوا

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ

میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۱ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے

كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا

کچھ کلمے ۲ تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ۳

اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت

فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾

آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم ۵

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ

ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ۶ اے یعقوب کی اولاد یاد کرو ۷ میرا وہ احسان

الَّتِىْۤ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ

جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا

وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا

اور خاص میرا ہی ڈر رکھو اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا

مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ

جو تمہارے ساتھ ہے ۸ اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو ۹ اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

دام نہ لو ۱۰ اور مجھی سے ڈرو اور حق سے باطل

(بقیہ صفحہ ۹) کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے کہ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ پھر بھی وہاں شیطان کا داؤ چل گیا۔ نہ تو ہم معصوم ہیں نہ دنیا جگہ محفوظ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔

۱۔ اِهْبِطُوْا میں خطاب اولاد آدم علیہ السلام سے ہے جو آپ کی پشت میں تھی بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہم کو آدم علیہ السلام جنت سے باہر نہ لائے بلکہ ان کو ہم باہر لائے کیونکہ ان کی پشت میں کافر منافق سب ہی تھے۔ رب کا منشایہ تھا کہ دنیا میں جا کر ان خبیثوں کو اپنی پشت سے نکال آویں' پھر یہاں آجاویں اگر آدم علیہ السلام یہاں رہے تو یہ تمام مردودین یہاں ہی پیدا ہوں گے اور جنت ان کی جگہ نہیں اس لئے اهبطوا صیغہ جمع فرمایا آگے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہ دشمنی وغیرہ آدم علیہ السلام میں نہ تھی ان کی اولاد میں تھی۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام سرانديپ پہاڑ پر ہند میں اور حوا جدہ شریف میں اتاری گئیں ۲۔ یعنی اپنی آخری عمر تک ۳۔ وہ کلمے حضور کے وسیلہ سے تھے' کیونکہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا تو وہ جنت سے باہر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ ۴۔ تواب توبہ سے بنا۔ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ یہ اللہ کی صفت ہو تو معنی ہیں غضب سے رحم کی طرف رجوع کرنا اور اگر بندے کی صفت ہو تو معنی ہیں نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا۔ لفظ ایک ہے نسبت سے معنی مختلف' ہماری توبہ میں تین چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر ندامت' آئندہ کے لئے نہ کرنے کا ارادہ۔ اپنے قصور کا اقرار' ۵۔ یعنی وہ حضرات قیامت کے دن خوف و غم سے آزاد ہوں گے' رب فرماتا ہے کہ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ دنیا میں انہیں کسی چیز کی ہیبت کا خوف اور دنیا کا غم نہیں ہاں کسی کی ایذا کا خوف اور اللہ کا خوف ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو پہلی بار عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا مگر یہ ایذا کا خوف تھا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفصل ایمان اور اعمال اس پر واجب ہے جسے نبی کی تبلیغ پہنچے اور وہی دوزخ کا مستحق ہو گا جو نبی کی مخالفت کرے' جسے نبی کی تبلیغ نہ پہنچے اس کے لئے صرف توحید کا قائل ہونا کافی ہے کیونکہ رب نے ان دونوں چیزوں کو فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى سے شروع فرمایا لہٰذا حضور کے والدین مغفور ہیں بے گناہ ہیں۔ کیونکہ انہیں کسی نبی کی تبلیغ نہیں پہنچی اور وہ موحد ہیں ان کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف باعث برکت ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی یاد ہے ۸۔ یعنی قرآن نے تمہاری کتابوں کو سچا کر دیا کہ ان کتب نے قرآن کے تشریف لانے کی خبر دی تھی' اس کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں' یا قرآن نے تمہاری کتابوں کو دنیا بھر سے سچا کہلوا لیا کہ ہر قرآن کا ماننے والا توریت و انجیل کو سچا مانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی آسمانی کتاب' کیونکہ یہ صرف تصدیق فرمانے والا ہے کسی کی بشارت نہیں دیتا۔ تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے اور بشارت آئندہ کی ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر کافر سردار اپنے ماتحتوں کے لحاظ سے پہلا کافر ہے' اس میں ماں باپ' عالم' شیخ' بادشاہ سب داخل ہیں ۱۰۔ اس سے مراد ہے روپیہ لے کر شرعی حکم بدلنا جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے' قرآن چھاپ کر بیچنا یا تعلیم قرآن یا امامت یا دم تعویذ یا وعظ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض چیزیں بعض وقت منع ہیں۔ مگر وہ دوسری وجہ سے نہ اس لئے کہ آیات قرآنی کا فروخت کرنا ہے' اس کو اگلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ ولا

ع ۴

(بقیہ صفحہ ۱۰) تلبسوا الخ

۱۔ یہاں حق سے مراد حضور کے وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو توریت شریف میں تھے جنہیں علماء یہود چھپاتے تھے۔ حضور بھی حق ہیں حضور کے اوصاف بھی حق۔ جو حضور سے وابستہ ہو جائے وہ بھی حق ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو جانی' مالی ہر قسم کی نیکی کرنی چاہیے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہو جائے تو سب کی قبول ہو جاتی ہے ۴۔ بعض مسلمانوں نے اپنے رشتہ دار علماء یہود سے اسلام کے متعلق پوچھا کہ یہ دین سچا ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ اسلام سچا دین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہی رسول برحق ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اے علماء یہود تم لوگوں کو تو اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کرتے ہو۔ خود ایمان نہیں لاتے یہ کیوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل واعظ یا عالم رب کو ناپسند ہے بہترین واعظ وہ ہے جس کا عمل قول سے زیادہ وعظ و تبلیغ کرے۔ اسے دیکھ کر لوگ متقی بن جائیں ۶۔ کبھی ظن یقین کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اسی معنی میں ہے کیونکہ قیامت وغیرہ پر یقین چاہیے صرف گمان کافی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عام طور پر لوگ نماز سے غافل رہتے ہیں۔ حج' زکوٰۃ' روزہ شوق سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز کی پابندی ایمان و خشوع کی علامت ہے ۸۔ کہ تمہیں نبیوں کی اولاد بنایا اور تمہیں بادشاہت بخشی یعنی دین و دنیا کی سرداری سے نوازا۔ اور جس پر احسان زیادہ ہوں اسے شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے۔ لہٰذا عید میلاد، عید معراج منانا عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا سرداری کا باعث ہے' بنی اسرائیل اسی لئے اس زمانہ میں عالمین سے افضل ہوئے کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ لہٰذا سید افضل ہیں ۱۰۔ فدیہ نہ ہونا، شفاعت نہ ہونا یہ تمام عذاب کافروں کے لئے ہیں۔ مومنوں کی شفاعت بھی ہوگی۔ اللہ کے حکم سے نیک لوگ ان کی مدد بھی کریں گے۔ اور کافر مومن کا فدیہ بن کر دوزخ میں جائیں گے۔ ان کی دوزخ کی جگہ سنبھالیں گے۔ لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں شفاعت وغیرہ کا ثبوت ہے۔ ۱۱۔ متبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے کیونکہ فرعون لاولد تھا۔ بنی اسرائیل کو اس کے سپاہی ستاتے تھے جن سے رب نے انہیں نجات دی۔ لہٰذا حضور کی ساری امت اس معنی سے حضور کی آل ہے۔

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا

نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ ۱ اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

قائم رکھو ۲ اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۳

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو ۴ اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو ۵ حالانکہ

تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں اور صبر اور نماز سے

وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ

مدد چاہو اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر نہیں جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع

جنہیں یقین ہے ۶ کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا ۷

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا ۸

وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ

اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی ۹ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا

جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ (کافر کے لئے) کوئی سفارش مانی جائے ۱۰

يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ

اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو اور یاد کرو جب ہم نے

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ۱۱ کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں

ع ۴ ۵

ا۔ کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ اٹھی جس نے بنی اسرائیل کو تو چھوڑ دیا مگر قبطیوں کے گھر جلا دیئے اسے کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جو تجھے اور تیری قوم قبطیوں کو ہلاک کر دے گا۔ فرعون نے یہ عمل شروع کیا کہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لئے باقی رکھتا تھا۔ ستر ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے۔ قبطیوں نے شکایت کی کہ اس طرح سارے اسرائیلی ختم ہو جائیں گے۔ پھر ہماری خدمت کون کرے گا۔ تو اس بیوقوف نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کرائے جائیں۔ اور ایک سال باقی رکھے جائیں۔ہارون علیہ السلام باقی رہنے والے سال میں اور موسیٰ علیہ السلام قتل کے سال میں پیدا ہوئے ۲۔ یعنی فرعون کا یہ ظلم بلا تھی یا ہمارا نجات دینا بڑا انعام تھا ۳۔ اس سے صوفیائے کرام کے چلوں کا ثبوت ہوا کہ فیض ربانی کے لئے چالیس دن اعتکاف' روزہ وغیرہ رکھنا سنت پیغمبر ہے۔ ہمارے حضور نے بھی وحی شروع ہونے سے پہلے چلے کئے تھے ۴۔ بت بنانے کی حرمت معلوم ہوئی۔ خواہ مٹی کے بنائے یا دھات کے یا فوٹو کی شکل میں ہوں۔ کیونکہ رب نے گائے کا بچہ بنانے کو ظلم فرمایا۔ ۵۔ یہاں ہدایت سے مراد اعمال کی ہدایت ہے کیونکہ بنی اسرائیل ایمان تو پہلے ہی لا چکے تھے نیز ایمان کی ہدایت نبی سے اور اعمال کی ہدایت کتاب سے بواسطہ نبی ملتی ہے۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں پھر اسے قرآن پڑھاتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے والا' گناہ کرانے والا' راضی ہونے والا سب گنہگار ہیں۔ کیونکہ بچھڑا صرف سامری نے بنایا تھا۔ مگر سارے لوگوں کو بنانے والا قرار دیا گیا۔ کہ فرمایا باتخاذکم العجل کیونکہ ان میں سے بعض بنوانے میں مددگار تھے اور بعض راضی تھے ۷۔ معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ رب مرتدین کے بارے میں فرماتا ہے تقتلونهم اویسلمون یہاں فاقتلوا انفسکم سے خودکشی مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دو ۸۔ خدا کے دیدار کی تمنا اچھی چیز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کی تھی۔ مگر نبی پر اعتماد نہ کرنا کفر اور عذاب کا باعث ہے اسی لئے ان پر عذاب آیا کہ کڑک سے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کے بعد حکم الٰہی ہوا کہ اے موسیٰ ستر آدمیوں کو عذر خواہی کے لئے طور پر لاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام لے گئے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر یہ کہا کہ ہم آپ کی نہ مانیں گے۔ خود رب ہم سے بالمشافہ کلام فرمائے۔ یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔

أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن

کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۱ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی

رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ

بلا تھی (یا بڑا انعام) ۲ اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا

وَأَغْرَقْنَآ آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَٰعَدْنَا

اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا اور جب ہم نے موسیٰ

مُوسَىٰٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنۢ بَعْدِهِۦ

سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا ۳ پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر

وَأَنتُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ

دی اور تم ظالم تھے ۴ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَٰبَ وَالْفُرْقَانَ

کہ کہیں تم احسان مانو اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٣﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ

کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ ۵ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم

إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوٓا إِلَىٰ

تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ۶ تو اپنے پیدا کرنے والے

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ

کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ۷ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ

لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے

يَٰمُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ

کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں ۸

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
تو تمہیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ
زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
اور تم پر من اور سلوٰی اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا

يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا
بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ
جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور

قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾
کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ
زیادہ دیں تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا
تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
ان کی بے حکمی کا اور جب موسٰی نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ
تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے

۱۔ موسٰی علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولٰی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا مجھے الزام لگائیں گے کہ تم نے ان ستر کو مار دیا۔ تب رب نے انہیں زندہ فرما دیا اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا بڑی چیز ہے کہ مردہ زندہ کر دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی دعا سے دوبارہ عمر ملتی ہے کیونکہ وہ لوگ اپنی عمر پوری کر کے ہلاک ہوئے تھے۔ موت عمر ختم ہونے کے بعد آتی ہے آپ کی دعا سے عمر دیئے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۲۔ موسٰی علیہ السلام نے واپس آ کر بنی اسرائیل کو حکم الٰہی سنایا کہ مصر سے نکلو۔ شام میں جاؤ۔ قوم عمالقہ سے جہاد کرو۔ وہاں ہی آباد ہو جاؤ۔ یہ لوگ چار و ناچار بادل نخواستہ نکلے۔ راہ میں ایسے جنگل میں پہنچے۔ جہاں نہ سایہ تھا نہ کھانے پینے کی چیز۔ موسٰی علیہ السلام نے دعا فرمائی تو رب نے سفید ابر سایہ کے لئے، من و سلوٰی کھانے کے لئے، رات کو نوری ستون روشنی کے لئے بھیجا۔ یہاں کے زمانہ قیام میں ان کے کپڑے نہ میلے ہوئے نہ پھٹے، نہ بال ناخن بڑھے۔ یہاں چالیس سال تک مقید رہے اس جنگل کو تیہ کہتے ہیں یعنی حیرانی کا میدان ۳۔ اس طرح کہ انہیں من و سلوٰی جمع کرنے کی ممانعت تھی انہوں نے ذخیرے جمع کئے وہ سڑ گئے اس سے پہلے چیزیں سڑا نہ کرتی تھیں۔ من ایک قسم کا میٹھا حلوہ تھا ترنجبین کی طرح سلوٰی نمکین گوشت۔ ۴۔ تیہ سے آزاد ہونے کے بعد انہیں بیت المقدس یا اریحا جانے کا حکم ہوا جس میں قوم عمالقہ آباد تھی اور اسے خالی کر گئی تھی، وہاں باغات میوے بہت کثرت سے تھے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ متبرک مقامات کی تعظیم چاہیے رب فرماتا ہے وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ، یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر متبرک ہوتے ہیں کیونکہ بیت المقدس انبیاء کا مقام ہے رب فرماتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور نیکیاں قبول ہوتی ہیں بلکہ ان کے قرب کی برکت سے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسی لئے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسی خطا ویسی توبہ۔ یعنی علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ۔ خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کی رحمت اگرچہ ہر جگہ ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہے۔ اولیاء اللہ کے آستانے رحمت ربانی کے اسٹیشن ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ وظیفہ اور درود کے الفاظ نہ بدلے جائیں شیخ سے جو ملا ہو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے حطۃ کی بجائے حنطۃ کہا تھا۔ نون بڑھا دیا تھا۔ اس بدلنے کو ظلم فرمایا گیا اور عذاب کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۷۔ یعنی طاعون جس سے آناً فاناً چوبیس ہزار اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ طاعون بنی اسرائیل پر عذاب تھا۔ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہ جائے۔ اور اگر اپنی جگہ میں طاعون آ جائے۔ تو وہاں سے نہ بھاگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور گناہ سے بلائیں، بیماریاں آتی ہیں۔

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

بارہ چشمے بہہ نکلے له ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو

مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ته ہم سے تو ایک کھانے پر

وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے

مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ

فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو ش

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ

اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

خواری اور ناداری ث اور خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا

بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ

اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

شہید کرتے ث یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے بڑھنے کا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَ

بے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور

۱۔ اس طرح کہ قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا اور موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے یہ واقعہ سفر میں پیش آیا۔ جہاں پانی بالکل نہ تھا۔ وہ پتھر اور عصا حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی اس پتھر پر عصا مار کر پانی نکال لیتے تھے۔ ۲۔ یا یہ واقعہ مقام تیہ میں ہی پیش آیا جہاں من و سلویٰ اتارا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے رب سے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی۔ تب یہ حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رحمت الٰہی کے ملنے کا وسیلہ ہیں کہ رب نے بنی اسرائیل کو پانی تو دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کا معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ اعلیٰ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری کئے اور ہمارے حضور نے انگلیوں سے چشمے بہائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لاٹھی ساتھ رکھنا سنت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ کی دعا سنت انبیاء ہے اور گناہ و فساد سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانی چاہیے اور بزرگوں کے پاس اپنے دکھ درد بیان کرنا جائز ہیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل جب کچھ رب سے مانگنا چاہتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتے تھے۔ ۴۔ یہ واقعہ بھی مقام تیہ کا ہے جب بنی اسرائیل من و سلویٰ کھاتے کھاتے تھک گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہوس کا نتیجہ خراب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز رب سے مانگنی چاہیے ۵۔ کیونکہ جو روزی بغیر مشقت مل جائے اور خالص حلال ہو حرام کا اس میں احتمال نہ ہو وہ اعلیٰ نعمت ہے اس سے جس کے حاصل کرنے میں مشقت کرنا پڑے اور حرمت کا بھی احتمال ہو۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہوں کی وجہ سے دنیاوی آفات بھی آ جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کی توہین سے ذلت و خواری دنیا و آخرت میں آتی ہے اور نبی کی تعظیم سے عزت و عظمت ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ "ان" سے مراد وہی یہودی ہیں۔ جو ان مذکورہ جرموں کے مرتکب ہوئے تھے کہ نہ انہیں عزت ملی نہ مال۔ اگر بعد والے یہودیوں کو مال مل جاوے یا کبھی ان کی حکومت قائم ہو جاوے تو اس آیت کے خلاف نہیں، جیسا کہ آج فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ۷۔ یعنی خود ان کے عقیدے میں بھی قتل ناحق تھا ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ وہی نبی ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ جیسے زکریا، یحییٰ اور شعیب علیہم السلام۔ ورنہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا۔ نیز انبیاء کی یہ شہادت تبلیغ کی تکمیل کا ذریعہ بنی۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ یا فرمایا گیا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ
ستارہ پرستوں میں سے کہ وہ جو سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک
صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ
کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے ۱؎ اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو
عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ
اور نہ کچھ غم اور جب ہم نے تم سے عہد لیا ۲؎
وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ
اور تم پر طور کو اونچا کیا ۳؎ لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے
وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۶۳ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ
اور اس کے مضمون کو یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ۴؎ پھر اس کے بعد تم
بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ
پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی
لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۶۴ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ
تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے ۵؎ اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ
اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً
جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ۶؎ تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر ۷؎
خٰسِـِٕیْنَ ۝۶۵ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا
دھتکارے ہوئے تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے
خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝۶۶ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى
عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ۸؎ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے
لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا
فرمایا ۹؎ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ۱۰؎ بولے کہ

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کافر جب ایمان لے آئے تو اسے کفر کے زمانہ کے صدقہ و خیرات وغیرہ کا ثواب بھی ملے گا۔ اسلام پچھلے گناہ مٹاتا ہے پچھلی نیکیاں نہیں مٹاتا۔ ہاں اگر زمانۂ کفر میں حج کیا تھا تو وہ حج اسلام نہ ہوا۔ اب حج اسلام ادا کرنا پڑے گا کہ صحت حج کے لئے اسلام شرط ہے ایمان باللہ یہی ہے کہ حضور کے ذریعہ سے اللہ پر ایمان لائے ورنہ عیسائی یہودی پہلے بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ پھر امن باللہ کی قید لگی۔ رب فرماتا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا ۔ ۲۔ یہ واقعہ میدان تیہ سے پہلے کا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی تو آپ نے ان ستر آدمیوں سے جو آپ کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ یا سارے بنی اسرائیلیوں سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول بندوں کا کام رب کی طرف نسبت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ عہد موسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے عہد لیا ایسے ہی کوہ طور حضرت جبریل نے اٹھایا تھا اور رب نے فرمایا کہ ہم نے اٹھایا کہ ان کا کام ہمارا کام ہے۔ ۳۔ کیونکہ ساری توریت ایک دم آگئی تمام احکام کی پابندی ان پر اچانک پڑ گئی۔ اور انہیں اس کے قبول کرنے سے انکار ہوا۔ تو ان پر طور کھڑا کر دیا۔ کہ قبول کرو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا آہستہ آہستہ آنا رب کی رحمت ہے کہ آسانی سے احکام پر عمل ہو گیا۔ ۴۔ جو دنیاوی تکالیف ہدایت کا ذریعہ بن جائیں وہ رب کی رحمت ہیں کہ طور اٹھانے کو نعمتوں میں شمار فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ توریت کی حفاظت کی ذمہ داری یہود پر ڈالی گئی کہ فرمایا گیا خذوا ما اتینکم بقوۃ وہ نہ سنبھال سکے' مگر قرآن کی حفاظت خود رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کر لی۔ لٰہذا محفوظ رہا۔ ۵۔ اللہ کا فضل یا توبہ کی توفیق ملنا ہے یا عذاب میں تاخیر ہونا یا حضور کی تشریف آوری۔ یعنی اگر یہ سرکار نہ آجاتے اور تم ان کے دامن میں پناہ نہ لیتے تو تم ہلاک ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ حضور مخلوق پر اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی ۶۔ یعنی ایلہ والوں نے جو مدینہ اور شام کے درمیان بحر قلزم کے کنارے واقع ہے۔ یہ عذاب داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر ہفتہ کے دن شکار حرام تھا۔ انہوں نے اس حیلہ سے مچھلیوں کا شکار کیا کہ دریا کے کنارے غار کھودے تا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان میں آجاویں اور اتوار کو شکار کر لیں۔ ستر سال تک یہ کام کرتے رہے' اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی صرف صورت بندر کی سی باقی روح وہ انسانی ہی رہی لٰہذا آریوں کا مسئلہ تناسخ اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روح کی تبدیلی کے قائل ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے۔ ہماری امت پر حلال ہیں کیونکہ یہود نے شکار کا حیلہ یہ کیا تھا کہ شنبہ کے دن دریا کے کنارے گڑھوں میں مچھلیاں قید کر لیتے تھے اور اتوار کو شکار کرتے تھے۔ اس پر عذاب آیا ۹۔ جب کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے عزیز نے خفیہ طور پر قتل کر کے دوسرے محلہ میں ڈال دیا تا کہ اس کی میراث بھی لے اور خون بہا بھی' اور پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جائے۔ قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ گائے کا ذبیحہ اور قربانی گزشتہ پیغمبروں کے دین میں بھی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے بھی بچھڑا ہی رکھا تھا۔

أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ
آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں [1] فرمایا خدا کی پناہ کہ میں
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ
جاہلوں سے ہوں بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی
قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۚ
کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر
عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا
بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے [2] بولے
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا
اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک
بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا
پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈلڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ
اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کردے [3] وہ گائے کیسی ہے بیشک
عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ إِنَّهٗ
گایوں میں ہمیں شبہ پڑ گیا۔ اور اللہ چاہے تو ہم راہ پاجائیں گے [4] کہا وہ
يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا
فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ
تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ
کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں [5] بولے اب آپ
جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾
ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے

ا۔ یعنی آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جسے ہمارے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ کہاں قاتل کا پتہ لگانا اور کہاں گائے ذبح کرنا۔ اس کو تعلق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان پر بے دھڑک عمل کرنا چاہیے۔ عقلی ڈھکوسلے بنانا بے ادبوں کا کام ہے' ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ! یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر جھوٹ' دل لگی' کسی کا مذاق اڑانا ان سے پاک ہیں۔ خوش طبعی ایک محمود صفت ہے' مگر مذاق اڑانا عیب ۲۔ یعنی زیادہ تحقیق میں نہ پڑو۔ جو کہا جاتا ہے کر گزرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عملیات میں زیادہ پوچھ گچھ کر کے قیدیں نہ لگوانا چاہئیں۔ جیسے اپنے شیخ سے پہنچے عمل کرے ۳۔ خیال رہے کہ پہلا ماھی حقیقت صنفیہ پوچھنے کے لئے ہے اور یہ ماھی حقیقت شخصیہ پوچھنے کے لئے یعنی پہلے ماھی کے معنی یہ تھے کہ وہ گائے پہاڑی ہے یا دریائی آبادی کی ہے یا صحرائی یعنی نیل گائے اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ پالتو گائے میں سے کونسی گائے ذبح کی جائے۔ لہٰذا سوال میں تکرار نہیں ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر آئندہ بات پر انشاء اللہ کہنی چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ اگر یہ لوگ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی شافی بیان نہ پاتے۔ دوسرے یہ کہ اچھی بات پر انشاء اللہ کہو' بری بات نہیں۔ کہ انشاء اللہ چوری کروں گا وغیرہ۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے۔ چنانچہ ان صفات کی گائے صرف ایک شخص کے پاس ملی۔ جس کا باپ بچپن میں فوت ہو گیا تھا اور یہ اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے قیمت یہ طے ہوئی کہ گائے کی کھال میں سونا بھر دیا جاوے۔ ماں باپ کی خدمت کا بدلہ دنیا میں بھی اولاد کو ملتا ہے۔ اور آخرت میں بھی ملے گا۔ ۶۔ کیونکہ اس گائے کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اور صرف ایک ہی شخص کے پاس ایسی گائے تھی جو اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی اچھے جانور کی کرنی چاہیے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا
اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر
كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۷۲ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ
کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی
يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۷۳
مُردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو
ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ
پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں
اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ
بلکہ ان سے بھی زیادہ کرّے۔ اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں
الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ
بہہ نکلتی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے
وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کوتکوں سے
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۷۴ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ
بے خبر نہیں تو اے مسلمانو کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ یہودی تمہارا یقین لائیں
كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ
اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے
مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ
بعد اسے دانستہ بدل دیتے اور جب مسلمانوں سے ملیں
اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا
تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں

۱۔ اگرچہ قاتل تو ایک ہی تھا مگر قتل کی سازش میں اور بھی شریک تھے اس لئے جمع کا صیغہ ارشاد ہوا اور حضور کے زمانہ کے یہودی ان یہودیوں کی اولاد تھے۔ اس لئے ان سے یہ خطاب فرمایا گیا جیسے ہم ہندوؤں سے کہیں کہ ہم نے تم پر آٹھ سو برس حکومت کی یعنی ہمارے باپ دادوں نے تمہارے آباؤ اجداد پر ایسے ہی یہاں ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ رب کی قدرتیں ہماری عقل و وہم سے بالا ہیں کہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردے سے مارا گیا اور وہ رب کی قدرت سے کچھ دیر کے لئے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا کر پھر مردہ ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ قربانی اور خون دینا حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے' عالم غیب سے فیض لینے کے لئے قربانی کرنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ جس کا ثبوت معجزہ ہو وہاں گواہی وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہاں صرف ایک مقتول کے کہنے پر قتل کا ثبوت ہو گیا۔ کیونکہ یہ کہنا بطور معجزہ تھا جیسے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا ثبوت صرف ایک بچہ کی گواہی سے ہو گیا۔ کیونکہ وہ بچہ کا بولنا بطور معجزہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت صرف قرآنی آیات سے ثابت ہو گئی کہ قرآن ہمارے حضور کا معجزہ ہے اور رب کی گواہی سب سے اعلیٰ ہے ۳۔ اس میں موجودہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور ثُمَّ رتبی تاخیر کے لئے ہے یعنی اس قدر معجزات دیکھ کر سن کر تمہارے دل نرم نہیں پڑتے ۴۔ خیال رہے کہ معرفت الٰہی پتھروں کو بھی حاصل ہے۔ خوف خدا انہیں بھی ہے۔ ایسے ہی حضور کی معرفت اور محبت لکڑیوں اور پتھروں کو بھی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور پتھروں کے دل کی بات بھی جانتے ہیں تو انہیں انسانوں کے دلوں کی باتیں کیوں نہ معلوم ہوں گی' اور جس دل میں حضور کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بدتر ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ انسانی دل اگر درست رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے اور اگر بگڑے تو جانوروں' پتھروں سے بدتر ہو جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پتھروں کی تاثیریں مختلف ہیں ۶۔ توریت و انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف اور آپ کے اوصاف مذکور تھے۔ ان کے علماء نے دیدہ دانستہ وہ بدل دیئے' اس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ یعنی جب یہ لوگ توریت شریف کی تعلیم سے اثر پذیر نہ ہوئے۔ بلکہ اسے تبدیل کرنے لگے۔ تو ان کے حالات تمہاری صحبت سے کیا بدلیں گے۔ یہ بدنصیب تو تمہیں بدلنے کی کوشش کریں گے۔

ا۔ شان نزول۔ منافق یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے کیونکہ ہماری کتابوں توریت وغیرہ میں ان کے اوصاف موجود ہیں۔ جب ان کے علماء پادری ان سے ملتے تو انہیں ڈانٹتے کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو کہ اپنا بھید مسلمانوں کو بتاتے ہو' توریت کی ان آیات کی مسلمانوں کو خبر نہ دو۔ ورنہ وہ تم کو قیامت میں پکڑیں گے' اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صفت بیان کرنے میں بخل سے کام لینا یا لوگوں کو اس سے روکنا یہود کا طریقہ ہے موجودہ وہابیوں کو اس سے عبرت پکڑنا چاہیے کہ وہ حضور کی نعت اور حضور کے ذکر کو مختلف حیلے بہانوں سے روکتے ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے' نیز عقائد میں تقلید نہیں تحقیق چاہیے۔ ۴۔ چونکہ توریت شریف قرآن کریم کی طرح عام مروج نہ تھی اور نہ اس کی تلاوت کا رواج تھا۔ اس لئے وہ علماء یہود تک محدود ہو کر رہ گئی تھی وہ پادری جو چاہتے من مانی کارروائی کر لیتے۔ جب کوئی امیر آدمی کوئی ایسا جرم کرتا جس کی سزا از روئے توریت سخت ہوتی تو یہ پادری اس سے رشوت لے کر سخت سزا کی بجائے نرم سزا تجویز کرتے اور توریت کے نسخے میں وہ ہی لکھ دیتے' جیسے زنا کی سزا بجائے سنگسار کرنے کے صرف منہ کالا کرنا رکھ دی۔ اس آیت کریمہ میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے۔ الحمد للہ کہ قرآن مجید تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ کتاب کے احکام یا عبارت رشوت لے کر تحریف کرنا یہ آیات کا بیچنا ہے۔ خود قرآن چھاپ کر کمائی کرنا یا امامت' تعلیم قرآن' تعویذ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کی تبدیلی نہیں بلکہ عمل کی اجرت ہے' خلفاء راشدین نے خلافت پر اجرت لی تھی ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حرام کام کی کمائی بھی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ گمراہ کن کتابیں لکھنا چھاپنا شائع کرنا سب حرام ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن میں تفسیری عبارتیں رکوع وغیرہ کے نشانات ایسے ممتاز طریقہ سے لکھنا چاہئیں کہ ان میں اور قرآن میں فرق رہے۔ اللہ کے کلام سے بندے کی چیز مخلوط نہ ہو جائے۔ اسی لئے رکوع' نصف' ربع وغیرہ کی علامتیں حاشیہ پر اور سورتوں کے نام بسم اللہ ممتاز کر کے لکھی جاتی ہیں۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ اپنے نسب پر فخر کرنا اور اعمال سے بے پرواہ ہونا طریقہ کفار ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل اپنے کو نبیوں کی اولاد سمجھ کر اعمال سے مستغنی جانتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی سب کو ضرورت ہے۔ جب خود پیغمبر علیہ السلام تقویٰ اور طہارت سے بے نیاز نہ ہوئے تو ہمارا تمہارا کیا پوچھنا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ' وعدہ خلافی' عیوب سے پاک ہے' جو ان چیزوں کا امکان بھی مانے وہ ایمان سے خارج ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ نقلی چیز کے لئے عقلی دلائل کافی نہیں۔ نقل پیش کرنا چاہیے قرآن یا حدیث سے ۹۔ جب ان تحریف کرنے والوں کو اس سے ڈرایا جاتا تھا تو کہہ دیتے کہ ہم کچھ بھی کریں' ہم کو عذاب صرف چالیس دن ہو گا۔ جتنے روز ہمارے باپ داداؤں نے بچھڑا پرستی کی تھی۔ اس آیت میں ان کی اس بکواس کی تردید ہے۔

أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ

وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کئے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے

رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں ۱ کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ

جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۲ اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو

الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ

نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں ۳ تو خرابی ہے

لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا

ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے

مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم

پاس سے ہے ۴ کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ۵ تو خرابی ہے ان کے

مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾

لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کیلئے اس کمائی سے ۶

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ

اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ۷ تم فرما دو

أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ

کہ خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا ۸

أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَن كَسَبَ

یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۹ ہاں کیوں نہیں جو گناہ

سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں

النصف

النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
میں ہے[1] انہیں ہمیشہ اس میں رہنا[2] اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾
کام کئے[3] وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

ع ۹ / ۱۱ / ۹

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا
اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا[4] کہ اللہ کے سوا کسی

اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو[5] اور رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اور مسکینوں سے[6] اور لوگوں سے اچھی بات کہو[7] اور نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ
اور زکوٰۃ دو[8] پھر تم پھر گئے مگر تم میں کے تھوڑے[9] اور تم

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ
روگرداں ہو اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا[10]

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم

تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ
گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ
نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو)

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ
گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے شیر خوار بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے گناہ نہیں کئے۔ اللہ و رسولہ اعلم۔ اور دوزخ میں جانا گناہ کرنے پر معلق فرمایا گیا۔ ۲۔ مومن گناہگار دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ کیونکہ اسے گناہوں نے گھیرا نہیں۔ اس کا دل برے عقائد سے پاک ہے۔ گناہ گھیر لینے کی صورت یہ ہے کہ دل بھی گندے عقیدوں سے گھر جائے۔ ۳۔ جتنے نیک کام کرنے کا موقعہ ملے اتنے کرے۔ اگر کسی کو بالکل نیک عمل کا موقعہ نہ ملا تو اس کے جنتی ہونے کے لئے صرف ایمان ہی کافی ہے' جیسے وہ شخص جو اسلام لاتے ہی فوت یا شہید ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کے لئے ان کے ماں باپ کا ایمان لانا کافی ہے۔ اسی لئے صالحات کو مطلق رکھا۔ ۴۔ یہ عہد یا توریت شریف میں لیا گیا یا میثاق کے دن خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل سے لیا گیا۔ اول ظاہر ہے۔ ۵۔ ماں باپ کے ساتھ زندگی میں احسان یہ ہے کہ ان کا ادب کرے ان کی جانی مالی خدمت کرے' ان کے جائز حکموں کو مانے۔ ان کی خدمت کے لئے نوافل ترک کر سکتا ہے' فرائض واجبات نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر ماں باپ کسی گناہ یا کفر میں مبتلا ہوں تو ان کو اچھی تدبیر سے روکے' والدین کے مرنے کے بعد ان سے بھلائی یہ ہے کہ ان کی وصیتیں پوری کرے۔ ان کے دوستوں کا احترام کرے۔ فاتحہ' تلاوت قرآن۔ دیگر صدقات کا ثواب بخشتا رہے' اور ان کے اچھے مراسم کو جاری رکھے۔ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی ضروری ہے کہ رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ ۶۔ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے ماں باپ کا حق پھر دوسرے قرابت داروں کا پھر غیروں کا۔ غیروں میں یکس یتیم مقدم ہیں کہ وہ مسکین بھی ہیں اور بیکس بھی۔ پھر دوسرے مساکین۔ ۷۔ کہ انہیں گناہوں سے روکو اور نیک کام کی رغبت دو' اس میں دینی وعظ بھی داخل ہیں اور عام تبلیغ بھی شامل ۸۔ معلوم ہوا کہ دین موسوی میں زکوٰۃ اور نماز فرض تھی اس میں اسلامی نماز سے کچھ فرق تھا ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم حصہ مال کی زکوٰۃ فرض تھی۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ سارے بنی اسرائیل سرکش نہیں ہوئے تھے' کچھ قائم بھی رہے۔ وہی ہمارے حضور کا زمانہ پا کر ایمان لے آئے اور کیوں نہ ہوتا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت ضرور مسلم رہے ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ۱۰۔ رب تعالیٰ نے توریت میں بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کوئی قبیلہ دوسرے کو دیس نکالا نہ دے۔ اور اگر کوئی اسرائیلی دوسرے کی قید میں ہو تو اسے مالی فدیہ دے کر چھڑا لیں۔ لیکن وہ اس پر قائم نہ رہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ایک دوسرے کو موقعہ پا کر جلاوطن کر دیتے تھے۔ مگر کسی اسرائیلی کو قید میں دیکھتے تو اسے چھڑا لیتے' اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔

ا۔ یعنی تم پر از روئے توریت شریف ایک دوسرے کو جلاوطن کرنا تو حرام ہے اور قیدیوں کو چھڑانا لازم۔ تم جلاوطن بھی کرتے ہو اور قیدیوں کو چھڑاتے بھی ہو' یہ دورنگی کیوں ہے پوری کتاب پر عمل کرو۔ ۲۔ شریعت کے سارے مسئلوں پر سب کو عمل کرنا چاہیے کوئی شخص کسی وقت بھی شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کسی کو کسی وجہ سے شریعت ہی آزاد کر دے وہ دوسری بات ہے جیسے فقیر کو زکوۃ سے' حائضہ کو نماز سے۔ ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآنی خبریں بالکل برحق ہیں کہ قرآن کی خبر کے مطابق بنی قریظہ تو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بنی نضیر جلاوطن' یہ دنیاوی رسوائی ہوئی۔ دوسرے یہ کہ کبھی

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ

اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے ۱ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان

الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو ۲ تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے

مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ

مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو ۳ اور قیامت میں سخت تر

إِلٰٓى أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ أُولٰٓئِكَ

عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ۴ یہ ہیں وہ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ

لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے ۵ اور بے شک ہم نے

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا

موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ۶ اور ہم نے

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ

عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے ۷ اس کی مدد کی

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ (حکم) لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

۸ تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو تم شہید کرتے ہو ۹ اور یہودی بولے

غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں

گناہوں کی شامت سے دنیاوی آفات بھی آ جاتی ہیں تیسرے یہ کہ کفار پر دنیاوی آفات ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی۔ آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔ بخلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی مصیبتیں بھی رب کی رحمتیں بن جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے معصیت یکساں ہے مگر نتیجہ میں فرق ہے۔ ۴۔ اس میں مومن و کافر دونوں سے خطاب ہے کہ اللہ نیک کاروں کی نیکی' بدوں کی بدی سے بے خبر نہیں۔ لہٰذا یہ آیت عتاب و ثواب کی ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہو گا۔ اگرچہ بعض ماتحت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابوطالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور کی خدمت کی۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں مدد کسی کی نہ ہو نا کفار کے لئے ہو گا اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرمادیگا جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چار ہزار پیغمبر تشریف لائے' جو شریعت موسوی کے محافظ اور توریت کے احکام کو جاری کرتے تھے' چونکہ ہمارے حضور کے بعد کوئی نبی نہیں' اس لئے حفاظت کا یہ کام علماء اسلام کے سپرد ہوا اور الحمد للہ کہ علماء نے کامل طور پر یہ فریضہ ادا کیا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ۷۔ روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ وہ روحانی ہیں اور انبیاء پر وحی لاتے ہیں اور وحی روح ایمان ہے اور آپ ہر عیب سے پاک ہیں' حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد شرک نہیں' رب نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبریل کے ذریعہ فرمائی۔ جب جبریل مدد کر سکتے ہیں تو حضور بھی مدد فرما سکتے ہیں۔ ۸۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابلہ میں تکبر کرنا ثواب ہے مومنوں کے مقابلہ میں تکبر کرنا گناہ' نبی کی بارگاہ میں تکبر کرنا کفر ہے وہاں ادب و نیاز چاہیے۔

ع ۱۰

۹۔ کوئی پیغمبر جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے وہی نبی شہید ہوئے جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ یا لاغلبن انا ورسلی

۱۔ تصدیق فرمانے کے یا یہ معنی ہیں کہ قرآن نے ان تمام کتابوں توریت انجیل وغیرہ کو سچا کر دیا۔ کیونکہ ان کتب نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی قرآن کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں' یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو سچا کہا یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو دنیا سے سچا کہلوایا۔ اگر قرآن ان کتب کی تصدیق نہ کرتا تو کوئی انہیں جانتا بھی نہیں' دیکھو جن نبیوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا ان کے نام گم ہو گئے۔ ۲۔ شان نزول جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضور کے وسیلے سے دعاء نصرت کرتے تھے۔ کہ خدایا اس نبی آخر الزمان کے طفیل ہمیں فتح دے' رب انہیں فتح دیتا تھا' کیونکہ گزشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور کا غلغلہ عالم میں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا

ہے ۱ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے ۲

جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا ۳ اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

۴ کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا ۵ کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے

عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

وحی اتارے ۶ تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے ۷ اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

ہے اور جب ان سے کہا جاوے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ ۸ تو کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ

وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ

حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا ۹ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا ۱۰ اور بیشک تمہارے

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے

پھیلا دیا تھا اس آیت میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے' اب جب وہ محبوب تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے' اور ان کے وسیلے کا منکر یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور کے وسیلے سے پہلے ہی خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ ۳۔ اس ما سے مراد نبی علیہ السلام ہیں' کیونکہ جب کسی ذات کو صفات سے بیان کریں۔ تو وہاں ما بول دیتے ہیں' رب فرماتا ہے لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ ظاہر بھی یہی ہے کہ اگلے کفار حضور کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہوں گے نہ کہ قرآن کے وسیلہ سے' کیونکہ حضور ہی ان میں مشہور تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۴۔ رب نے ان کے توسل کو برا نہ فرمایا وہ تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی' اسلئے علیہم نہ فرمایا تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی۔ ۵۔ یعنی ان لوگوں کے کفر کو اپنی قسمت قرار دیا۔ خیال رہے کہ ہر شخص تاجر ہے' زندگی اس کی دوکان' زندگی میں ساعتیں اس کے سودے ہیں جو ہر وقت گھٹ رہے ہیں یہ ساعتیں خرچ کر کے اعمال کے سودے خرید رہا ہے' جو ہر وقت بڑھ رہے ہیں' جو نیک اعمال کمائے وہ نفع والا بیوپاری ہے جو کفر و گناہ کمائے وہ خسارہ میں جا رہا ہے ۶۔ بنی اسرائیل کو یہ حسد ہوا کہ ختم نبوت کی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ملی کسی اسرائیلی کو ملنا چاہیے تھی۔ اس لئے وہ حضور پر ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوا کہ حسد کبھی ایمان سے بھی روک دیتا ہے۔ ۷۔ یعنی طرح طرح کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتابوں پر اور حضور کے فرمانوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایک کا بھی انکار کفر ہے یہی انبیاء کرام کا حال ہے بلکہ یہی اہل بیت عظام اور صحابہ کبار کا حال ہے' کہ سب پر ایمان لانا سب کی تعظیم کرنا لازم ہے۔ ۹۔ جن پیغمبروں یا جن کتابوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا۔ وہ گم ہو کر رہ گئے کوئی انہیں جانتا نہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو قتل کرنا یا ان کی اہانت کرنا کفر ہے' انبیاء کی تعظیم ایمان کا رکن اعلیٰ ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے کہ موجودہ بنی اسرائیل نے انبیاء کرام کو شہید نہ کیا تھا۔ مگر چونکہ وہ قاتلین کی اس حرکت سے راضی تھے اور قاتلین کو عظمت سے یاد کرتے تھے۔ لہٰذا انہیں بھی قاتلوں میں شامل کیا گیا۔ یہی حال نیک اعمال کا بھی ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کی گائے پرستی اصل میں بنی اسرائیل سے چلی ہے لہٰذا مسلمانوں کو گائے کی تعظیم کرنا، کفار کے معظم دنوں کی عزت کرنا حرام ہے کہ اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ ۲۔ یعنی در حقیقت تم موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں مانتے کہ ان کے معجزات ید بیضا دیکھنے کے باوجود تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ ۳۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ کسی مومن کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی یا وہ ایمان پر رہے ورنہ ہلاک کیا جائے۔ کیونکہ بنی اسرائیل توریت کے احکام دیکھ کر مرتد ہونا چاہتے تھے۔ جس پر موت ان کے سامنے کر دی گئی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے دل پر نہیں۔ بنی اسرائیل نے منہ سے سمعنا کہا، طور ہٹا لیا گیا۔ اگرچہ دل میں عصینا کہا تھا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی خوف سے ایمان لانا نجات کا باعث نہیں۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ بری چیزوں کی دل میں محبت ہونا بے ایمانی کی علامت ہے کہ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی طرف میلان ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔ لہٰذا اچھوں اور اچھی چیزوں سے طبعی محبت ایمان کی علامت ہے۔ ہر شخص اپنی ایمانی قوت کو اپنے طبعی میلان سے معلوم کرے۔ ۵۔ اس میں بنی اسرائیل پر طنز ہے یعنی اگر ایمان وہ حرکتیں کراتا ہے جو تم کر رہے ہو تو ایسا ایمان بڑا برا ہے۔ ۶۔ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ ہم خواہ کچھ کریں آخرت کی بھلائی صرف ہمارے لئے ہے ہم دوزخی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم اولاد انبیاء ہیں اور مسلمان خواہ کتنی ہی نیکیاں کریں جنتی نہیں ہو سکتے۔ ان کی اس بکواس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ واقعہ اگر تم جنتی ہو تو جنت میں جانے کے لئے موت کی تمنا کرو' کیونکہ موت وہاں جانے کا ذریعہ ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ اللہ کی بخشش اور حضور کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا بالکل جائز ہے' دنیاوی مصیبت سے تنگ آ کر موت کی دعا مانگنا حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں' یہ تو موت کی تمنا کا ذکر تھا۔ خودکشی کرنا حرام ہے' خواہ کسی نیت سے ہو۔ ۸۔ اس میں غیب کی خبر ہے جو قیامت تک دیکھی جا رہی ہے۔ کفار دنیاوی زندگی پر بہت حریص ہوتے ہیں۔ اور موت سے بہت بھاگتے ہیں۔ مومن اگر زندگی چاہتا ہے تو صرف اس لئے کہ زیادہ نیکیاں کرے آخرت کا توشہ جمع کرے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا' دنیا کی چیزوں اور دنیا کی زندگی کی ہوس کرنا کفار کا کام ہے' مومن خدا کے فضل سے اس زندگی پر حریص نہیں ہوتا۔ توشۂ آخرت جمع کرنے کے لئے زندگی چاہنا اچھا ہے کہ یہ زندگی کی ہوس نہیں بلکہ آخرت کی تیاری ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ لمبی عمر یا زیادہ مال ملنا خدا کی رضا کی علامت نہیں' جب تک اس سے نیکی نہ کمائی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے سلام و جواب سے اسلامی سلام و جواب افضل ہیں کیونکہ ان کے سلاموں میں صرف دنیا کی دعائیں ہیں' اسلامی سلام میں سلامتی کی دعا ہے جو دنیا و آخرت کو شامل ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بھگوڑے مجرم کی سزا سخت ہے۔

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

کو معبود بنا لیا ۱؎ اور تم ظالم تھے ۲؎ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ

کو تمہارے سروں پر بلند کیا اور لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

بولے ہم نے سنا اور نہ مانا ۳؎ اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کفر کے سبب ۴؎ تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

رکھتے ہو ۵؎ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے ۶؎ تو بھلا موت کی

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا

آرزو تو کرو اگر سچے ہو ۷؎ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے

قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ

ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور بیشک تم ضرور

اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَیٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ

انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں ۸؎ اور مشرکوں سے ایک

یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جئے ۹؎ اور وہ اسے عذاب سے دور

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک دیکھ رہا ہے ۱۰؎

۱۔ شان نزول۔ ابن صوریا یہودی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ چونکہ قرآن حضرت جبریل لاتے ہیں لہٰذا ہم قرآن کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ لاتا ہوتا تو مان لیتے اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان پر' اور اسرار قرآن حضور کے دل پر رب کی طرف سے اترے' رب فرماتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ لہٰذا حضور کے برابر کسی کو قرآن کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور کو خود رب نے سکھایا۔ ۳۔ یعنی قرآن نیک اعمال کی ہدایت اور جنت کی خوش خبری صرف مسلمانوں کو دیتا ہے۔ ایمان کی ہدایت سارے انسانوں کو۔ دوسری جگہ ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو ۱ تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر ۲

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ

مسلمانوں کو ۳ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں

وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ

اور جبریل ۴ اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ۵ اور بیشک

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ ۶

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتیروں

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کو ایمان نہیں اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ۷

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے ۸

الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ۹ گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے ۱۰

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ

اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں ۱۱

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے ۱۲

حضرت میکائیل' بلکہ سارے فرشتوں سے افضل ہیں اسی لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبریل غذائے روح یعنی وحی لاتے ہیں' اور حضرت میکائیل غذائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ سے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خدا کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا کے پیاروں کی محبت رب کی محبت ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب کے خدام بھی پیارے ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل خادم انبیاء ہیں۔ اسی لئے خدا کو اتنے پیارے ہیں کہ ان کا دشمن رب کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔ یہی حال انبیاء' اولیاء سے عداوت رکھنے کا ہے۔ ۶۔ فاسق اعتقادی یعنی کفار و منافقین یہ فسق کفر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے رب کے قرب خاص میں حاضر تھے۔ وہاں سے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہم لوگ دنیا میں آئے ہیں اور حضور بھیجے گئے ہیں۔ اسی لئے ہم رسول نہیں۔ حضور رسول ہیں ہم اپنے ذمہ پر آئے' حضور رب کی ذمہ داری پر۔ ۸۔ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت کے حقوق ادا کرنے والا جو بعد میں حضور پر بھی ایمان لائے۔ دوسرا وہ جو اعلانیہ توریت کی حدود توڑ کر سرکش ہوا۔ نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ میں ان کا ذکر ہے۔ تیسرا وہ جس نے جہالت سے عہد شکنی عملاً کی۔ اس کا اعلان نہ کیا۔ ان کے لئے كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ہے' چوتھے وہ جس نے بظاہر عہد مانے بباطن عناد کرتے رہے۔ یہ جاہل بنتے تھے ان کے لئے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیٹھ پیچھے ڈالنا ہے اگرچہ اسے روز پڑھے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے۔ جیسا کہ یہود توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے مگر حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو اس پر عمل نہ کیا گیا۔ گویا اسے پس پشت ڈال دیا۔ ۱۰۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ بے رخی اور بے توجہی کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ بے عمل عالم جاہل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے پھیلا۔ دوسرے یہ کہ اس کے پھیلانے والے شیاطین تھے۔ اس کی ابتدا فرشتوں سے نہیں۔ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبروں سے دشمنوں کے الزام دور کرنا رب تعالیٰ کی سنت ہے کہ لوگوں نے حضرت سلیمان پر جادوگری کی تہمت لگائی۔ تو رب نے اس آیت میں اسے دفع فرمایا' دوسرے یہ کہ جادو کرنا کفر بھی ہوتا ہے جب اس میں کفریہ الفاظ ہوں۔

ا۔ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی و حاکم بنا کر بھیجے گئے ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اس کے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے' ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ پتہ لگا کہ نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں تو ان میں کھانے پینے بلکہ جمع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں' موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف ما یافکون لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں مگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ کبھی

النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں

هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ

ہاروت و ماروت پر اترا لہ اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے

يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا

جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے

مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ

جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے

بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ

نفع نہ دے گا اور بیشک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا

فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ

آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں اور بیشک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ

جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٣﴾ يَا أَيُّهَا

کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انہیں علم ہوتا اے ایمان والو

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَ

راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر

اسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ

نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

ع ١٢

نورانیت کا ظہور ہوتا تو کھانے پینے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے معراج میں اور روزہ وصال میں' عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان اور اصحاب کہف غار میں ہزاروں سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں' یہ ہے نورانیت کا ظہور۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کے موجد شیاطین ہیں۔ فرشتے نہیں' یہ حضرات تو جادو میں پھنسنے کے بعد لوگوں کو اس سے بچانے کے لئے آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اکثر جادو کفر ہوتا ہے یا تو اس طرح کہ اس میں شرکیہ کلمے ہوتے ہیں' یا اس کی شرائط میں شرک ہوتا ہے تیسرے یہ کہ جادو سکھانا کفر نہیں جبکہ اس سے بچنے کے لئے اس کی برائی بیان کر کے سکھائے' ہاں اس پر عمل کرنے کیلئے سکھانا کفر ہے۔ جیسا کہ شیاطین سکھاتے تھے' دیکھو بچنے کے لئے کلمات کفریہ فقہا سکھا دیتے ہیں' کفر جاننا کفر نہیں کفر ماننا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں دوسرے یہ کہ کفار بھی نقصان نفسانی پہنچا دیتے ہیں۔ جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ ایسے ہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سحر بھی خدائی علموں میں سے ایک علم ہے جس کی بقا رب کو منظور ہے (عزیزی) اسی لئے اس کے سکھانے کیلئے ملائکہ بھیجے۔ مسئلہ۔ جو جادو کفر ہے اس کا کرنے والا مرتد ہے اور جو جادو کفر نہیں مگر جادوگر لوگوں کو اس سے ہلاک کرتا ہے وہ ڈاکو کے حکم میں ہے۔ مسئلہ۔ جادو کو توڑنے کے لئے جادو سیکھنا کفر نہیں جبکہ اس میں کفریہ کلمات نہ ہوں۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے جادو سیکھنا حرام ہے لہٰذا دفع نقصان کے لئے جائز ہے' دوسرے یہ کہ اہل کتاب بھی جانتے تھے کہ جادو بری چیز ہے اس سے آخرت کی محرومی ہے۔ ۶۔ آخرت کی تھوڑی سی نعمت دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ۷۔ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو' اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے' نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے' اللہ تعالیٰ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک بھی ہیں اور خاوند بھی۔ لہٰذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ ۸۔ پتہ لگا کہ حضور کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا گیا وَلِلْكٰفِرِیْنَ الخ ۹۔ بعض دفعہ صحابہ حضور کے وعظ میں عرض کرتے تھے راعنا یارسول اللہ یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرما دیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۴) یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھا۔ انہوں نے بری نیت سے یہی لفظ کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد نے یہود سے کہا کہ اگر تم نے آئندہ یہ لفظ بولا تو تمہاری گردن مار دوں گا کیونکہ آپ یہود کی زبان سے واقف تھے۔ یہود بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا گیا۔

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے لہ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص

مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ

فرمائیں یا بھلا دیں تہ تو اس سے بہتر تہ یا اس جیسی لے آئیں گے تہ کیا تجھے خبر نہیں

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ھہ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آسمان و زمین کی بادشاہی تہ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا

حمایتی نہ مددگار تہ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے

رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ

ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا تہ اور جو ایمان کے بدلے

الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ

کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا تہ بہت کتابیوں

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ

نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

اپنے دلوں کی جلن سے نہ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو

۱۔ معلوم ہوا کہ کوئی کافر مشرک کبھی مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا جو انہیں خیر خواہ سمجھے گا وہ دھوکا کھائے گا ۲۔ شان نزول۔ کچھ کفار قرآن کریم کے بعض احکام منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ توریت و انجیل منسوخ نہیں ہو سکتی ان کے جواب میں یہ آیات اتریں۔ خیال رہے نسخ تین طرح کا ہے۔ نسخ تلاوت، نسخ حکم یا دونوں ۳۔ جیسے قرآن کہ توریت و انجیل سے بہتر ہے یا قرآن کی بعض ناسخ آیات بمقابلہ بعض منسوخ آیات سے افضل اور نافع ہیں۔ ۴۔ بعض موجودہ آیات دوسری بعض سے افضل ہیں، جیسے تین بار قل ھو اللہ کا ثواب پورے قرآن کے برابر ہے اور تین سو بار تبت یدا کا ثواب اتنا نہیں، حالانکہ دونوں رب کا کلام ہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات تلاوۃً یا حکماً منسوخ ہیں اور یہ نسخ مخلوق کے لئے تبدیل ہے مگر رب کے نزدیک ایک حکم کی مدت کی انتہا کا بیان ہے، جیسے طبیب بیمار کی حالت کے مطابق نسخہ میں تبدیلی کرتا ہے یہ ہی مطلب ہے بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا کا ۶۔ لہذا رب کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جب تک چاہے جو چاہے جب چاہے قانون جاری کرے، جب تکوینی قانون میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، دن جاتا ہے رات آتی ہے عالم میں ہر طرح تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو تشریعی قانون میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے یہ تبدیلی مخلوق کی مصلحت کی وجہ سے ہے۔ ۷۔ جو خدا کے عذاب سے تمہیں بچا سکے۔ اولیاء انبیاء کی امداد درحقیقت رب ہی کی امداد ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ ان جیسی آیات میں رب تعالیٰ کے مقابلہ میں مدد کرنا مراد ہے کہ رب تو مدد کرنا نہ چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے مدد کر دیں یہ ناممکن ہے خیال رہے کہ وَلِيٌّ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہیں اور ولی اللہ اور۔ ولی اللہ، اللہ کے دوست ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے دشمن، اس میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ۸۔ شان نزول یہود نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ آپ سارا قرآن ایک دم اتروا کر لائیں، ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ یہ سوال ایسا لغو ہے جیسا کہ تم لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ فساد انگیز سوال منع ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں کی بارگاہ میں زیادہ پوچھ گچھ کرنا بے ادبی ہے، قول کم کرو عمل زیادہ کرو۔ زیادہ باتیں کرنے والے عمل میں صفر ہوتے ہیں۔ ۹۔ غیر ضروری یا فساد پیدا کرنے والے سوال کرنا بھی گناہ ہیں۔ کیونکہ یہود نے حضور سے یہی کہا تھا کہ آپ اچانک پوری کتاب کیوں نہیں لاتے، موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا تھا کہ آپ ہمیں رب کیوں نہیں دکھاتے، اس قسم کے سوالات منع ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حسد بڑی بُری بیماری ہے، جس سے ایمان بھی ختم ہو سکتا ہے، شیطان کو حسد نے برباد کیا۔ رب تعالیٰ حسد سے بچائے۔ شان نزول، یہود نے جنگ احد کے موقعہ پر مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو شکست نہ کھاتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ درگزر کرنے کا حکم جہاد کی آیات سے منسوخ ہے' نرمی کی تمام آیات کا یہی حکم ہے کہ وہ جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہیں۔ ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ نماز زکوٰۃ سے بہتر ہے کہ نماز کو زکوٰۃ پر مقدم کیا گیا۔ تمام شرعی احکام زمین پر ہی بھیجے گئے۔ مگر نماز معراج میں حضور کو عرش پر بلا کر عطاء ہوئی' یہ رب کا پیار اتحفہ ہے ۳۔ یا ان اعمال کا ثواب پاؤ گے یا بعینہٖ اعمال وہاں پاؤ گے' حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی صورت میں حامل کے سامنے آئیں گے۔ ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اس نیکی کی جزا ملے گی جو زندگی میں کر لی جائے' بعد موت بعض اللہ کے بندے ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر اس پر جزا نہیں۔ ہاں صدقہ جاریہ کا بدلہ بعد موت ملتا رہتا ہے کیونکہ یہ زندگی میں ہی کر لیا گیا تھا۔ اور اس کا نفع دائم ہے۔ اس سے ایصال ثواب کا مسئلہ حل ہو گیا کہ اگرچہ صالح مومن قبر میں اللہ کا ذکر کرتا ہے' مگر زندوں کا ذکر اللہ جس پر ثواب ملے گا اسی کا ایصال ثواب ہو سکتا ہے' ۵۔ شان نزول۔ مسلمانوں سے یہود مدینہ کہتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور عیسائی کہتے تھے کہ جنت میں صرف عیسائی جائیں گے' یہ گفتگو مسلمانوں کو بہکانے کے لئے تھی' ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان کی یہ بکواس ان کی اپنی رائے سے ہے۔ توریت و انجیل میں یہ نہ فرمایا گیا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نجات کا مدار نسب پر نہیں اور بے دلیل کسی قوم میں ہدایت کا منحصر ماننا طریقہ کفار ہے' ۷۔ معلوم ہوا کہ جو نفی کا دعویٰ کرے وہ بھی دلیل لائے کوئی دعویٰ بغیر دلیل قابل سماع نہیں خواہ ثبوت کا ہو یا نفی کا۔ دیکھو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں نفی و ثبوت دونوں کا دعویٰ ہے اور دونوں کی دلیل ضروری ہے' لہٰذا جو کہے کہ حضور کو علم غیب نہیں وہ بھی دلیل لائے ۸۔ معلوم ہوا کہ بغیر اسلام قبول کئے نیکی قبول نہیں۔ جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے' اسلام جڑ ہے نیکیاں پانی۔ ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خوش عقیدہ نیک اعمال اخلاص سے کرنے والا اللہ کا ولی ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی یہی فرمایا گیا اور یہاں ان لوگوں کے لئے بھی' دوسرے یہ کہ اب ہدایت صرف اسلام پر منحصر ہے جیسا کہ وَهُوَ مُحْسِنٌ سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا الخ اور فرماتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اگر ہر دین میں رہ کر نیکی سے فائدہ ہو جایا کرتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت نہ دیتے بلکہ فرماتے کہ اپنے اپنے دین پر قائم رہو۔ اچھے کام کئے جاؤ۔ اسلام لانا ضروری ہے۔ ۱۰۔ شان نزول۔ ایک بار نجران کے عیسائیوں اور مدینہ کے یہودیوں میں بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مناظرہ ہوا۔ دوران مناظرہ انہوں نے خوب شور مچایا۔ یہود کہتے تھے کہ عیسائی کچھ نہیں' عیسائی کہتے تھے کہ یہودی کچھ نہیں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۔ یہود توریت عیسائی انجیل پڑھتے ہیں' ان دونوں میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق ہے' پھر ایک دوسرے کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی یہاں تردید ہو رہی ہے۔

الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ

چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے[۱] بیشک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو[۲]

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ

اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے[۳] بیشک اللہ

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے[۴] اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر

مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا

وہ جو یہودی یا نصرانی ہو[۵] یہ ان کی خیال بندیاں ہیں[۶] تم فرماؤ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

اپنی دلیل اگر سچے ہو[۷] ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا

لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے[۸] تو اس کا نیگ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى

اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم[۹] اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں[۱۰]

عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ

اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ

وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

کتاب پڑھتے ہیں[۱۱] اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی

مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

بات کہی۔ تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

رہے ہیں لہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے

اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ

ان میں نام خدا لئے جانے سے لہ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے لہ ان کو نہ پہنچتا تھا کہ

لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ

مسجدوں میں جائیں لہ مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ

اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے اور پورب

وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ

پچھم سب اللہ ہی کا ہے لہ تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے

عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِى

لہ بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔ پاکی ہے اسے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

بلکہ اسی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے لہ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا

وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے

فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ

کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ لہ اور جاہل بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا لہ

اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

یا ہمیں کوئی نشانی ملے۔ ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ

ان کی سی بات لہ انکے ان کے دل ایک جیسے ہیں بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں

اہ خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ نے ایک دوسرے کے پیغمبر کا انکار کیا اور ایک دوسرے کی کتابوں کے منکر ہوئے' اسلئے ان پر یہ عتاب آیا۔ اب مسلمان تمام پیغمبروں کو برحق مان کر یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید کرتے ہیں لہٰذا اس میں اور اس زمین و آسمان کا فرق ہے' اب آیت پر کوئی بھی اعتراض نہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت مسجد میں قفل لگا رکھنا منع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسجد میں نماز سے روکنا منع ہے' کفار کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اسی طرح کسی مسلمان کو شرعی مجبوری کی وجہ سے مسجد سے روکنا جائز ہے' جیسے جنبی کو' منہ کی بدبو والے کو لہسن پیاز' حقہ کی بو جس کے منہ سے آ رہی ہو اس کو یہ نماز سے روکنا نہیں بلکہ ایذا دہ چیز کو مسجد سے دور رکھنا ہے۔ جیسے کوڑے کو مسجد سے نکالنا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے منع ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش کرنا ہے۔ ۴۔ یہ آیت ان مشرکوں کے متعلق نازل ہوئی' جو مسلمانوں کو کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور صلح حدیبیہ میں بھی اس کا شان نزول منقول ہے۔ ۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ قرآن کی غیبی خبریں برحق ہیں کہ رب نے خبر دی تھی کہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ کفار خود حرم شریف میں نہ آ سکیں گے۔ مگر ڈرتے ہوئے اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے یہ کہ مسجد میں نعت خوانی' تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف سے روکنے والا بھی اس وعید میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ کا ذکر ہیں بشرطیکہ ان سے جماعت اولیٰ میں حرج نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ مسجد میں چراغاں' قلعی' جھاڑو وغیرہ سب مسجد کی آبادی کا ذریعہ ہیں' ان سے روکنے والا بھی اس وعید میں شامل ہے ۶۔ شان نزول صحابہ کرام کی ایک جماعت جو اندھیری رات میں سفر کر رہی تھی' نماز عشاء پڑھنے لگی۔ اندھیرے کی وجہ سے کسی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ جس طرف جس کا دل جما اس طرف نماز پڑھ لی' بعد میں حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ ایسی حالت میں جس طرف دل جمے ادھر ہی قبلہ ہے' یا یہ آیت مسافر کے سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق ہے (خزائن وغیرہ) ۷۔ یا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یا مسافر جب سواری پر نفل پڑھے یا خائف جب بھاگتے ہوئے نماز پڑھے تب اس آیت پر عمل ہو گا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ملک نہیں بن سکتا فوراً آزاد ہو جائے گا' جیسا کہ بل سے پتہ لگا کہ چونکہ آسمان زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں لہٰذا اس کی اولاد نہیں بن سکتے۔ ۹۔ اس آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے اور فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اسی طرح خَلَقَكُمْ مِّنْ نُّطْفَةٍ وغیرہ آیات میں قانون کا ذکر ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' یعنی رب اس پر قادر ہے کہ کن سے ہر چیز پیدا کر دے مگر قانون یہ ہے کہ بچہ کو نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ وغیرہ سے بنائے یا امر سے مراد عالم امر ہے جیسے ارواح وغیرہ کہ وہ صرف کن سے پیدا ہوئیں' چنانچہ رب فرماتا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ اور یہ عالم اجسام ہے اس کیلئے وہ آیات ہیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ ۱۰۔ افراد کیلئے رب سے ہم کلامی یا دیدار کی تمنا کرنا کفر ہے۔ محبت و شوق میں یہ تمنا عین ایمان ہے۔ کفار کا منشا یہ تھا کہ ہم نبی کی بات نہ مانیں گے ہم سے خود رب تعالیٰ براہ راست کلام فرمائے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً تو بے ایمان ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِيْ یہ محبوبیت کی شان تھی۔ ۱۱۔ بغیر وسیلہ پیغمبر رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے' جب رب ہم تک بغیر

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

یقین والوں کیلئے. بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سناتا ۱

وَّلَا تُسْــَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ

اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ۲ اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ

الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو ۳ تم فرماؤ اللہ ہی کی ہدایت

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ

ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو

جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ۴

وقف منزل

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے ۵ وہ جیسی چاہیئے اس کی تلاوت کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ

وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ

زیاں کار ہیں. اے اولاد یعقوب (علیہ السلام) یاد کرو میرا احسان ۶

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا

جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی ۷ اور ڈرو ۸

يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ

اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی ۹ اور نہ اس کو کچھ لے کر

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

چھوڑیں اور نہ (کافر کو) کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو ۱۰

(بقیہ صفحہ ۲۷) وسیلہ نبی نہیں پہنچتا حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں' حالانکہ ہم محتاج ہیں۔

۱۔ یعنی جنت کی خوشخبری دینے والا۔ دوزخ سے ڈرانے والا۔ کیونکہ یہاں بشارت تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوئی بلکہ ڈرانے کے ساتھ۔ حضور کسی نبی کی بشارت دینے والے نہیں بلکہ سب کی تصدیق فرمانے والے ہیں کیونکہ آخری نبی ہیں۔ ۲۔ یعنی دیگر انبیاء کرام کی امتیں ان کی تبلیغ کا انکار کریں گی۔ جس پر رب تعالیٰ تحقیقات فرمائے گا مگر ہمارے حضور کے متعلق کوئی کافر بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی برتی۔ قیامت کے مقدمہ کی تحقیقات کا ذکر اس آیت میں ہے' لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب جو دوزخ میں جائے تم سے یہ سوال نہ ہو گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے ۳۔ مطلب یہ ہے کہ کافر مومن سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ان سے اتفاق کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مومن ہو جاویں دوسرے یہ کہ معاذ اللہ ہم ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ ان دو صورتوں کے سوا اگر اتفاق ہو تو ان کی خود غرضی کی بنا پر ہو گا۔ جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ۴۔ خیال رہے کہ ولی اور مددگار نہ ہونا رب کا عذاب ہے' مومن کے لئے اللہ نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت کتاب اس کو ملتی ہے جسے اس پر عمل کی توفیق ملے اور ہدایت حاصل ہو فقط اہل کتاب ہو جانا اور کتاب کو غلط طریقہ سے پڑھ لینا کافی نہیں۔ کتاب اللہ کو جو صحیح معنی میں پڑھے گا۔ وہ یقیناً مومن ہو گا۔ کیونکہ توریت و انجیل میں حضور پر ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اب جو حضور پر ایمان لایا وہ اس کتاب پر عامل ہے۔ اور جو ایمان نہ لایا وہ عامل نہیں۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا باعث عزت ہے اور رب کی رحمت ہے۔ دوسرے یہ کہ رب کی نعمتوں کا چرچا کرنا، ذکر کرنا شکر کی قسم ہے' اس سے محفل میلاد کا ثبوت ہوا۔ ۷۔ یعنی اس زمانہ میں بنی اسرائیل تمام انسانوں' فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل تھے۔ کیونکہ یہ نبیوں کی اولاد تھے اور ان میں صالحین بہت تھے اب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے اور سرکشی کر کے ذلیل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ عزت حضور کے قدم سے وابستہ ہے۔ جو ان کا ہو گیا عزت پا گیا۔ جو ان سے پھر گیا ذلیل ہو گیا۔ ۸۔ خیال رہے کہ اگر تقویٰ کے بعد آگ وغیرہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بچنا۔ جیسے واتقوا النار اور اگر اس کے بعد قیامت یا اللہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ڈرنا جیسے اتقوا اللہ' لہٰذا یہاں ڈرنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ سے یا قیامت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۹۔ یہاں پہلے نفس سے مراد ہر جان ہے اور دوسرے نفس سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافر کا بدلہ کوئی نہ بنے گا۔ مومن کا ذکر دوسری آیت میں ہے' یہ تمام عذاب کفار کے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کا فدیہ کفار ہیں اور ان کے لئے شفاعت و مدد بھی ہے' جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ
اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا ۱؎ تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ
فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ۲؎ عرض کی اور میری اولاد سے

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ
فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ۳؎ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ
لوگوں کیلئے مرجع اور امان بنایا ۴؎ اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۵؎

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا
اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا

بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ
کرو ۶؎ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجود والوں کیلئے ۷؎ اور جب

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ
عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے ۸؎ اور اس کے رہنے والوں کو

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ
طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ
ایمان لائیں۔ فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا ۹؎ پھر اسے عذاب

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ
دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ
اس گھر کی نیویں اور اسماعیل ۱۰؎ یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما

۱؎ یا کچھ شرعی احکام بھیجے جیسے مونچھ ترشوانا۔ ناک میں پانی کا استعمال۔ مسواک۔ ناخن ترشوانا۔ بغل۔ زیر ناف کے بال کی صفائی۔ ختنہ' پانی سے استنجا کہ یہ چیزیں آپ پر فرض تھیں' یا آزمائش جیسے فرزند کا ذبح بیوی بچہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑنا وغیرہ۔ ۲؎ یہاں امامت سے مراد نبوت نہیں۔ کیونکہ نبوت تو پہلے ہی مل چکی تھی۔ تب ہی تو آپکا امتحان لیا گیا۔ بلکہ اس امامت سے مراد وہ خصوصی صفات ہیں جو آپ کو عطا ہوئے جیسے خلیل اللہ ہونا تمام انبیاء کا آپ کی اولاد میں ہونا۔ تمام دینوں میں ذکر ۳؎ ظالم فاسق کو بھی کہتے ہیں کافر کو بھی اور خطا کار کو بھی' یہاں تیسرے معنی ہرگز مراد نہیں' اگر عہد سے مراد نبوت ہو تو ظالم سے مراد فاسق ہو گا۔

اور اگر عہد سے مراد دینی پیشوائی ہو تو ظالم سے مراد کافر ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دعا خیر کرنا سنت انبیاء ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا دینی پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کی اتباع جائز نہیں' بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو یزید فاسق کے مقابل جان دے دی۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا ۴؎ کہ سب مسلمان اپنی دینی ضرورتیں پوری کرنے کعبۃ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں' وہاں پہنچ کر حج و عمرہ کرتے ہیں اور ادھر منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں دعا کرتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دفنائے جاتے ہیں' وہاں قتل و غارت سے امن ہے۔ مومن کو وہاں پہنچ کر انشاء اللہ عذاب الٰہی سے امن ہے ۵؎ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے' جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا۔ وہ اب تک کعبہ شریف کے پاس موجود ہے۔ مصلی بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کو سامنے لے کر طواف کے نفل ادا کرو۔ جیسا کہ آج بھی حاجی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم بوسی حاصل ہو جائے اس کی عظمت ہو جاتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں غیر اللہ کی تعظیم جائز ہے کہ مقام ابراہیم کا احترام نماز میں ہوتا ہے' لہٰذا عین نماز میں حضور کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم لگنے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور کے ازواج و اصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا ہے۔ اس سے تبرکات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے ۶؎ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔ یہ سنت انبیاء ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع سجود دونوں تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہیے اور متولی صالح انسان ہوئے۔ یعنی حرم شریف کو نمازیوں معتکفین اور طواف والوں کے لئے تمام ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک و صاف رکھو۔ پتہ لگا کہ طواف و نماز و اعتکاف بڑی پرانی عبادتیں ہیں جو زمانہ ابراہیمی میں بھی تھیں ۸؎ خیال رہے کہ نیکی کر کے قبولیت کی دعا کرنا سنت خلیل ہے' لہٰذا بعد نماز جنازہ اور روزہ کے افطار کے وقت کی دعائیں بہتر ہیں کہ اس میں قبولیت کی دعا ہے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کبھی انبیاء کرام کی دعا کچھ ترمیم سے قبول کرتا ہے کہ پچھلی دعا میں تخصیص اور اس دعا میں تعمیم فرما کر قبول فرمائی' یہ دعا کا رد نہیں بلکہ ترمیم قبولیت ہے ۱۰؎ بعض بزرگ مسجد کی تعمیر نیک مسلمانوں سے کراتے ہیں اور باوضو بناتے ہیں' یہ آیت ان کی دلیل ہے کہ کعبہ خلیل اللہ نے بنایا اور یہ دعا پڑھتے ہوئے بنایا۔

ا بلدا" فرمانے سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ شہر تھا اور ہمیشہ شہر رہے گا کبھی گاؤں نہ بنے گا۔ نیز یہاں اگرچہ پیداوار نہ ہو مگر یہاں کے لوگوں کو رزق ملے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی زبان کن کی کنجی ہوتی ہے' رب کی وہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اولاد ابراہیم ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم نے یہ مقبول دعا مانگی۔ ۳۔ یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزمان کو بھیج۔ حضرت ابراہیم نے ہمارے حضور کی تشریف آوری کی دعا کی۔ حضور دعاء ابراہیم و بشارت مسیح ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور کے آباؤ اجداد موحد مومن تھے۔ کیونکہ حضرت

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار ۳ اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے

وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَ

بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان اے رب

ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ

ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے ۴ کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے ۵

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ

اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے ۵ اور انہیں خوب ستھرا فرمائے ۶ بیشک تو ہی ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ

غالب حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ

سوا اس کے جو دل کا احمق ہے۔ اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ

اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ۷ جب کہ اس سے اس کے رب

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ

نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کیلئے جو رب ہے سارے جہان کا اور اسی دین کی

اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ

وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے یہ دین

الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ۭ اَمْ كُنْتُمْ

تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان ۸

ابراہیم کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے آپ کے والدین بلکہ تمام آباؤ اجداد کو شرک، کفر' اور زنا سے پاک و صاف رکھا۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھئے جہاں (حضرت آمنہ و عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے) ایمان کی مفصل بحث ہے ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضور کے متعلق بہت سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔ حضور مومن جماعت میں پیدا ہوں۔ حضور مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوں۔ حضور صاحب کتاب رسول مرسل ہوں۔ حضور کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہو۔ یعنی حدیث۔ حضور تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں۔ وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں۔ حضور کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں۔ کوئی فاسق و فاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق و فاجر کہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا مزکی اور پاک و صاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہوگی' یہ بھی معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہ بھی علم ہوا کہ ہر نیک کام کر کے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآن آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے' دوسرے یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے' اسی طرف والحکمۃ میں اشارہ ہے تیسرے یہ کہ اعمال سے طہارت نصیب نہیں ہوتی' طہارت نفسانی روحانی نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوتی ہے' جیسا یُزَکِّیْہِمْ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچے دین کی پہچان ہے کہ وہ سلف صالحین کا دین ہو' یہ حضرات ہدایت کی دلیل ہیں' رب نے حقانیت اسلام کی دلیل یہاں دی کہ وہ ملت ابراہیمی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہم خود اچھے نہیں' تو کسی اچھے کے ساتھ ہو جاویں۔ انجن کے پیچھے مال کا ڈبہ بھی کھنچ جاتا ہے' تسبیح کے دانوں کے ساتھ دھاگا بھی بک جاتا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا کمال نہیں۔ بلکہ مسلمان مرنا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر موت نصیب فرمائے۔ آمین' اس آیت میں مسلمان سے مراد دین ابراہیمی کا پیروکار ہے۔

شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی[1] جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ

میرے بعد کس کی پوجا کروگے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے

اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ

آباؤ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا[2]

وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا

اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں۔ یہ ایک امت ہے کہ گزر چکی انکے لئے ہے جو

كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا

انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ اور انکے کاموں کی تم سے پرسش

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ

نہ ہوگی[3] اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے،

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۳۵﴾

تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے[4] اور مشرکوں سے نہ تھے[5]

قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ

و اسماعیل و اسحاق و یعقوب[6] اور انکی اولاد پر[7] اور جو عطا کئے گئے

مُوْسٰى وَ عِیْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء[8] اپنے رب کے پاس سے

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ٘ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے[9] اور اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

۱۔ شان نزول یہود کہتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت فرمائی تھی ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وصیت یعقوبی سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو سنبھالنا بہت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین بڑی اہم چیز ہے۔ اسی لئے حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر پیغمبر زادہ ہونا بے کار ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ رب وہ ہے جو ان انبیاء کرام کا رب ہے' یہ حضرات رب کی معرفت کی دلیل ہیں اس طرح سچا دین وہ جو صالحین کا دین ہو' رب وہ ہے جسے نبیوں ولیوں نے رب مانا۔ ۳۔ شان نزول۔ جب یہود دلائل میں عاجز ہو جاتے تو آخر کار کہہ دیتے تھے کہ اگر ہمارے عقائد و اعمال غلط بھی ہوئے تو ہمارے باپ داداؤں یعقوب علیہ السلام کے اعمال ہمارے کام آ جائیں گے اور ان سے ہماری نجات ہو جائے گی' ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اپنا کسب کام آئے گا نہ کہ محض نسب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا' جیسا کسبت سے ظاہر ہے' مالی عبادت میں نیابت جائز ہے اور اعمال کا ثواب بخشا جا سکتا ہے ۴۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام خالص مومن تھے دین خالص وہ ہے جس میں کسی دین کا خلط ملط نہ ہو۔ یہی طریقہ ابراہیمی ہے۔ جیسے خالص سونے اور خالص دودھ کی قدر ہے ایسے ہی خالص ایمان کی منزلت ہے' پکا سنی وہ جس میں رفض' خوارج' وہابیت وغیرہ کا شائبہ بھی نہ ہو' اللہ نصیب کرے۔ ۵۔ اس میں یہود و نصاریٰ سب کا رد ہے کہ یہ لوگ اپنے کو ابراہیمی بھی کہتے ہیں اور شرک بھی کرتے تھے فرمایا گیا کہ ابراہیمی وہ جو ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو' وہ مشرک نہ تھے تم مشرک ہو' ابراہیمی کیسے ہو گئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کو رب نے وہ مقبولیت عامہ بخشی ہے کہ ہر دین والا ان کی نسبت پر فخر کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ صرف بڑوں کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ جب تک کہ بڑوں کے سے کام نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اختلاف مٹانے کے لئے ان بزرگوں کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے جو فریقین کے مانے ہوئے ہوں' جیسے فقہاء کے اختلاف کے موقع پر صحابہ کرام اور حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی عظمت دکھانے کے لئے بانی دین کی عظمت دکھانا ضروری ہے کہ رب نے ملت ابراہیمی کی عظمت حضرت ابراہیم کی عظمت بیان کرکے ظاہر فرمائی۔ محفل میلاد شریف کا مقصود بھی یہی ہے ۶۔ اسحاق و یعقوب علیہما السلام پر علیحدہ علیحدہ صحیفے نہ اترے تھے بلکہ وہ ابراہیمی صحیفوں کے پیرو تھے اسی لئے ان کے لئے علیحدہ ازل نہ فرمایا گیا ۷۔ بعض علماء اس آیت سے اس پر دلیل پکڑتے ہیں کہ ساری اولاد یعقوب نبی تھی' برادران یوسف علیہ السلام بھی' کیونکہ رب تعالیٰ نے ان سب کو سلسلہ انبیاء میں گنایا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سارے نبیوں پر لائے' تعداد مقرر نہ کرے' کیونکہ انبیاء کرام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے درجوں میں فرق ہے۔ مگر نبوت میں فرق نہیں ۹۔ اس طرح کہ بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں' یا اپنی طرف سے نبیوں کے مراتب میں فرق نہیں کرتے اللہ نے جو فرق رکھا ہے اسے مانتے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں کوئی عارضی نبی نہیں' سب اصلی ہیں' دوسرے یہ کہ سب نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ ہاں ان کے مراتب میں فرق ہے' بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مگر کوئی نبی کسی سے ادنیٰ نہیں وہ سب اعلیٰ ہیں۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن

پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا تم لائے لہ جب وہ ہدایت پا گئے۔ اور اگر

تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ

منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ

کرے گا ٹہ اور وہی ہے سنتا جانتا تہ ہم نے اللہ کی رینی لی اور اللہ سے بہتر کس

اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا

کی رینی تہ اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں ہم سے

فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

جھگڑتے ہو ٹہ حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے؟ اور تمہارا بھی اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری

وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَ

کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں تہ بلکہ تم یوں کہتے ہو ٹہ کہ ابراہیم و

إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا

اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی

أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن

یا نصرانی تھے، تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو ٹہ اور اس سے بڑھ کر ظالم

كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

کون جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے ۹ اور خدا تمہارے کوتکوں سے

تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لئے ان کی کمائی

لَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

اور تمہارے لئے تمہاری کمائی لہ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی

ع ۱۶

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو۔ جو ان کے خلاف ہو کافر ہے' وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام دینی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ایک کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسا ساری باتوں کا انکار کفر ہے۔ (نوٹ) حضرت عثمان غنی کو جب مصریوں نے شہید کیا تو پہلے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری۔ آپ قران کریم پڑھ رہے تھے۔ اسی آیت پر خون گرا۔ آپ قرآن کو صاف کرتے جاتے تھے' اور کہتے جاتے تھے خدا کی قسم پہلے اس ہاتھ نے قرآن لکھا ہے' عرصہ تک اس قرآن کی زیارت لوگ کرتے رہے۔ خون کے نشان اس جگہ موجود تھے ۳۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اگرچہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان ہیں اور کفار زیادہ اور ساز و سامان والے۔ مگر آخر فتح مسلمانوں کی ہو گی اور بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ مدینہ کے یہود کچھ قتل کئے گئے اور کچھ جلاوطن۔ اور قیامت تک مسلمان اگر مسلمان بن کر رہیں تو تھوڑے مسلمان بہت سے کافروں پر فتح پائیں گے۔ رب کا وعدہ ہے وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۴۔ شان نزول۔ عیسائی اپنے بچوں اور اپنے دین میں داخل ہونے والوں کو معمودیہ پانی میں رنگتے تھے جیسے آج کل ہولی میں ہندو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ہم کو ان رنگوں کی ضرورت نہیں' ہمارے دل و جان ایمانی رنگ میں رنگے ہیں جو کبھی اترنے والا نہیں ۵۔ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ اگر نبی کریم سچے نبی ہوتے تو بنی اسرائیل میں سے ہوتے' اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور کے بارے میں جھگڑنا رب کے بارے میں جھگڑنا ہے۔ ۵۔ نرے اللہ کے لئے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے رسول کا ہو جائے' جو رسول کا ہو گیا وہ اللہ کا ہو گیا۔ رب فرماتا ہے۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یہ معنی نہیں کہ رسول کو بھی چھوڑ دے۔ جیسا کہ آج کل وہابیہ نے سمجھا۔ ۷۔ شان نزول یہود کہتے تھے ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے عیسائی کہتے تھے کہ عیسائی تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری کہ یہودیت و عیسائیت تو ان کے بعد دنیا میں آئیں وہ کیسے اس دین پر ہوئے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے مخالفین کے اعتراضات دور کرنا اور نبیوں کی حمایت کرنا سنت الٰہیہ ہے اور پیغمبروں پر الزام لگانا کفار کا طریقہ' جو انہیں الزام لگائے ان میں عیب نکالے' وہ شیطانی سنت عمل کر رہا ہے' جو ان کی حمایت کرے' وہ سنت رحمانی پر عامل ہے۔ ۹۔ دینی گواہی چھپانا کفر ہے' جو یہود کرتے تھے۔ عبادات کی گواہی چھپانا حرام ہے' جیسے رمضان کے چاند کی گواہیاں چھپانا۔ بعض گواہیاں چھپانا ثواب بھی ہیں جس سے چھپے حال مسلمان کی پردہ پوشی ہوتی ہو اور اگر گواہی چھپانے سے کسی کا حق مارا جاتا ہو تو بھی گواہی چھپانا حرام ہے۔ یہاں پہلی قسم کا چھپانا مراد ہے کہ یہود کے پاس حضور کی نبوت کی گواہیاں موجود تھیں' یعنی توراۃ کی آیات جو انہوں نے چھپائیں بلکہ بدلیں۔ اس لئے انہیں بڑا ظالم کہا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اپنے عقائد کا اور کلمہ طیبہ کا اعلان کرنا چاہیے' ہمارا موذن علانیہ اذان میں کہتا ہے اشہد ان محمدا رسول اللہ اس میں تقیہ کیسا۔ ۱۰۔ یعنی چونکہ تم کافر ہو۔ لہذا تمہیں ان پیغمبروں کے نیک اعمال فائدہ نہیں دے سکتے اور چونکہ تمہارا کفران کی رضا سے نہیں لہذا تمہارے شرک و کفر سے انہیں نقصان نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار مسلمانوں کے کام آئیں گے' حضور نے ہماری طرف سے قربانی فرمائی اور جو کسی سے شرک کفر کرائے وہ اس کے کفر کا مجرم ہے لہذا اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔